نمبر اول | دارالامان قادیان مورّخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء | جلد ۸

انٹروڈکٹری نوٹ

...اور سرپرستان الحکم کو نیاز مند ایڈیٹر [الحک]م کی طرف سے سال نو کی مبارکباد

...ہے کہ آج الحکم کی آٹھویں جلد کا پہلا نمبر ...ہوتا ہے اور پہلی جلد کے پہلے نمبر سے دو ...کے قریب مضامین لیے ہوئے شائع ہوتا ہے ...یابی کو دیکھکر بے اختیار مولیٰ کریم کے حضور ...سر جھک جاتا ہے جسنے محض اپنے فضل سے ...کو اس حد تک پہونچایا۔ اللہم زد فزد۔

...کا یہ پہلا نمبر ہے جو ایک ہزار چھپا ہے۔ اس ...میں گویہ ترقی کی کیسی ہی سست رفتار ...جائے لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ اس کی ...اشاعت کے لیے ضروری وسائل کے اختیار ...کرنے میں میں نے کہانتک کوشش کی ہے۔ اسلیے میں ...اسقدر ترقی کو عظیم الشان ترقی اور محض خدا ...تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں کہ میری کمی کوشش ...کی ناکمل حالت اور اخبار کے متعلق بعض ...گذاشتوں اور نقائص کے ہوتے ہوئے بھی ...اس درجہ تک پہنچنا محض فضل ربانی ہی ...والحمد للہ علیٰ ذالک۔

...بزرگوں اور سرپرستوں کو اللہ تعالیٰ جزائے نیک ...دے کہ الحکم کو اپنا قومی آرگن ہی نہیں سمجھا بلکہ وہ اُسکو اپنی زندگی کی ضروریات میں کا جزو اعظم سمجھتے ہیں اور باوجودیکہ سال گذشتہ کے آخری چند مہینوں میں الحکم کی اشاعت میری مصروفیت مقدمات اور دارالامان سے غیر حاضری پھر بیماری اور دوسرے اسباب کی وجہ سے بہت بیوقت اور بے لطف ہوتی رہی تاہم اُنھوں نے اسی بے ترتیبی پر ہی نہیں کہ الحکم کی قیمت بروقت اور عند الطلب ارسال کی بلکہ اسکی توسیع اشاعت اور بعض مشکلات پروڈکشن وغیرہ سے بھی مدد کرنے میں دریغ نہیں فرمایا اور میری ضروریات کو اپنی ضروریات کا جزو سمجھا اور جس حد تک ایک قومی خدمت گذار کی حوصلہ افزائی اور اُس کی قدردانی کی توقع کی جاسکتی ہے اُنھوں نے اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا میں ان امور کا ذکر سالانہ آرٹیکل میں کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فی الحال دعا کرتا ہوں کہ مولا کریم ان کو اپنے خادم اور محبوب الحکم کی ضرورتوں پر زیادہ غور کرنے کا موقع دے

آمین

میں خوب سمجھتا ہوں کہ کسقدر نازک ذمہ داریوں کا بوجھ میری گردن پر ہے ۱۸۹۷ء سے لیکر ابتک یہ صدا میرے کانوں میں گونجتی رہتی ہے

لاجرم قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اور میں اس فخر ومباہات پر جسقدر سجدات شکر بجالاؤں وہ کم ہیں جو الحکم ایسے اخبار کی ایڈیٹری اور ہر ویپرائٹری سے مجھے حاصل ہے لیکن میں سچ کہتا ہوں میں اس بوجھ کو اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدون اُٹھانے کے قابل نہیں ہوں اسلیے اپنے معاونین اور سرپرستوں کی خدمت میں بمنت التجا کرتا ہوں کہ وہ میرے لیے خصوصًا دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ میں اُن فرائض کو جو میرے ذمہ میں ادا کرنے کے قابل ہو سکوں اور میرا آخری دم اسی قومی خدمت پر ہو۔

کیا؟

از جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی

ہم نشینو اب بھلا تکرار کیا	حق کے سمجھے سے ہی یہ اصرار کیا
ہمنے تم لیتے ہو اب اقرار کیا	اب بھلا گنجایش انکار کیا
جو حقیقت کھولدی الہام نے	ہمیں اپنی اب بھلا گفتار کیا
مظہر عیسیٰ جہاں میں آ گئے	کھل گیا ہے مخزن اسرار کیا
حلیہ ماثور سے آتے ہیں وہ	آنکھیں کھولو دیکھو انجار کیا
دوستو انصاف اب جانے طرح	کہہ گئے ہیں احمد مختار کیا
سُرخ رنگ اور گندمی لگتے ہیں فرق	کر گئے ہیں سید ابرار کیا!
بال گھونگریالے اور لٹکے ہوئے	فرق دو نو میں ہو اب تکرار کیا
مشرقی مینار سے ہے کیا عجب	شرق سے انکو نہیں انوار کیا
آئے ہیں حسب بشارت ہم میں وہ	اپنے بھی ہیں طالع بیدار کیا
العزیزو تنگدل ہو تے ہو کیوں	ابتدا میں جوش کیا اصرار کیا
آخرش دیکھو تو کیا بنتی ہو بات	کر دکھاتی ہیں وہ خوش اطوار کیا
لوح حقیر جب یہی منقوش ہے	اپنے تم ہوتے ہو پھر بیزار کیا
ہی اگر ہمت مٹا دو جا کر دہاں	بیٹھے یہاں کرتے ہو تم بیگار کیا
قوم کی ہی بہتری مطلوب وہاں	کرتی ہی یاں قوم نا ہنجار کیا
فکر اور حیرت سے ہی وہ آئینہ تنگ	قوم سی ہیں مضطر ونا چار کیا
قوم کی آنکھیں ہیں ان پر	اک زباں وہ بھی ہی ہر گفتار کیا
ورد خواہ کو قوم کہتی ہی برا	قوم بھی اپنی ہے برخوردار کیا
ہائے بے سمجھی یہ قوم نا شناس	بن یہی ہو اب گلے کا ہار کیا
ہمکو ایدل خطر ایماں ہے	ہم نہیں ایمان کے غمخوار کیا
ہو گی آخر قوم کو حسرتی	پھر وہ سمجھے گی یہ ہیں اسرار کیا
ای ندا حق کے منکرین قوم	حق کے سننے میں ہی تکو عار کیا
جو سروش غیب سے آیا پیام	پھر خطا کے ہمیں ہیں آثار کیا
بے خطا فہم خرد ہے دوستو	دماں خطا کیا اور رد سرکار کیا
جسکو غم ہے تیری ایمان کا عزیز	ہو وہی منجملہ کفار کیا
گر ملے جسے تجھے روشندلی	دیکھنا پھر ہوتا ہے اظہار کیا
کھینچتا ہے اسپ کیوں تیغ زباں	حق کے سمجھے پر ہے تیر اوار کیا
وہ مسیح جنت ہوئی جنکا مقام	اُن کا آنا اب یہاں درکار کیا
جسنے جو وعدہ ہی قرآنی کیا	تو نہیں ہی اُس سے ہی واقفکار کیا
جو گیا جنت میں پھر آتا نہیں	یہ نہیں حق کا بھلا اقرار کیا
ہو کے ماموں گیا آتا بھلا	کوئی اب اسیر ہو پر وہ جار کیا
آسماں سے ہی حکم ملتا ہی اُسے	ہی یہ فضل ایزد غفار کیا
امر آمر سے ملا ہی وہ نہیں	اُسکے پہونچانے کا ذمہ وار کیا
وہاں تصور اور کتنے ہی غیر حق	سو جو وہ کہتا ہے نیکو کار کیا
مانو بہتر گر نہ مانو جب بہر	کفر بکنا اُس سے سو سو بار کیا
وہ تو کہتی ہیں نہیں ہیں نہیں	اُڑتے پر تم ہوتے ہو تیار کیا
حقسے لائی ہیں وہ کب کوئی کتاب	وہ نہیں قرآن کے تابعدار کیا
جب ہیں وہ اسلام پر دیسی فدا	اور یہ ہمکو چاہیے اے یار کیا
ہیں وہ عشق احمدی میں پیچ پیچ	اُنسے تم کرتے ہو استفسار کیا
گر تمھاری رائے میں یہ کفر ہے	ایسا کافر نے سی انکار کیا
حق کیجاتے سے وہ ملہم ہیں مگر	اور منتر بھی ہوں تو انکار کیا

چل مسیحا پاس تو بہر علاج
یہاں پڑا ہے حامد بیمار کیا

---

* رسول سے مراد صاحب شریعت رسول ہے۔ ایڈیٹر

کلماتِ طیّبات یا ملفوظاتِ احمدیہ علیہ السّلام والتحیۃ

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علی الارض حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریریں آپ کی پاک صحبت کے مذاکرہ کے علاوہ لطائف اور نکات درج ہوا کرینگے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ الْعَزِیْز

اعلیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریر پُر تاثیر

جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں آپ نے کھڑے ہو کر فرمائی۔

باعث تقریر

میں نے اس واسطے چند کلمات کے بیان کرنے کی ضرورت سمجھی ہے کہ چونکہ موت کا اعتبار نہیں ہے اور کوئی شخص اپنی نسبت یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی کس قدر ہے اور کتنے دن باقی ہیں اس لیے مجھے یہ اندیشہ بار بار پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہماری جماعت میں سے کوئی ناواقف ہو (تو وہ واقف ہو جاوے) کہ اس سلسلہ کے قائم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی کیا غرض ہے؟ اور ہماری جماعت کو کیا کرنا چاہیے تو یہ سخت غلطی ہوگی؟ اور یہ بھی غلطی ہے کہ کوئی اتنا ہی سمجھ لے کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا ہی نجات ہے۔ اس لیے ضرورت پڑی ہے کہ میں اصل غرض بتاؤں کہ خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے؟

سلسلہ میں داخل ہونیکی اصل غرض کیا ہے؟

سب لوگ یاد رکھو کہ رسمی طور پر بیعت میں داخل ہونا یا مجھکو امام سمجھ لینا اتنی ہی بات نجات کے واسطے ہرگز کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے وہ زبانی باتوں کو نہیں دیکھتا۔

نجات کے واسطے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا ہے وہی ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اول سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی یقین کرے اور قرآن شریف کو کتاب اللہ سمجھے کہ وہ ایسی کتاب ہے کہ قیامت تک اب اور کوئی کتاب یا شریعت نہ آئے گی یعنی قرآن شریف کے بعد اب کسی کتاب یا شریعت کی ضرورت نہیں ہے۔

دیکھو خوب یاد رکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت یا نئی کتاب نہ آئے گی نئے احکام نہ آئیں گے یہی کتاب اور یہی احکام رہیں گے جو الفاظ میری کتاب میں نبی یا رسول کے میری نسبت پائے جاتے ہیں اس میں ہرگز یہ منشا نہیں ہے کہ کوئی نئی شریعت یا نئے احکام سکھائے جاویں بلکہ منشا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی ضرورت حقہ کے وقت کسی کو مامور کرتا ہے تو ان معنوں سے کہ مکالمات الٰہیہ کا شرف اُسکو دیتا ہے اور غیب کی خبریں اُسکو دیتا ہے اُس پر نبی کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ مامور نبی کا خطاب پاتا ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ نئی شریعت دیتا ہے یا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نعوذ باللہ منسوخ کرتا ہے

بلکہ

یہ جو کچھ اسے ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سچی اور کامل اتباع سے ملتا ہے اور بغیر اسکے مل سکتا ہی نہیں

مامور کی بعثت کا وقت

ہاں یہ ضروری ہے کہ جب زمانہ میں گناہ کثرت سے ہوتے ہیں اور اہل دنیا ایمان کی حقیقت نہیں سمجھتے اور ان کے پاس پوست یا ہڈی رہ جاتی ہے اور مغز اور لب نہیں رہتا ایمانی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور شیطانی تسلط اور غلبہ بڑھ جاتا ہے ایمانی ذوق اور حلاوت نہیں رہتی ایسے وقتوں میں عادۃ اللہ اسطرح پر جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک کامل بندہ کو جو خدا تعالیٰ کی سچی اطاعت میں فنا شدہ اور محو ہوتا ہے اپنے مکالمہ کا شرف بخشکر بھیجتا ہے اور اب اسوقت اُسنے مجھے مامور کرکے بھیجا ہے کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں الٰہی محبت بالکل ٹھنڈی ہو گئی ہے

اگرچہ عام نظر میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے بھی قائل ہیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی زبان سے تصدیق کرتے ہیں بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں روزے بھی رکھتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ روحانیت بالکل نہیں رہی اور دوسری طرف ان اعمال صالحہ کے مخالف کام کرنا ہی شہادت دیتا ہے کہ وہ اعمال اعمال صالحہ کے رنگ میں نہیں کیے جاتے بلکہ رسم اور عادت کے طور پر کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان میں اخلاص اور روحانیت کا شمہ بھی نہیں ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ ان اعمال صالحہ کے برکات اور انوار ساتھ نہیں ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک سچے دل سے اور روحانیت کے ساتھ یہ اعمال نہ ہوں کچھ فائدہ نہ ہوگا اور یہ اعمال کام نہ آئیں گے۔ اعمال صالحہ اُسی وقت اعمال صالحہ کہلاتے ہیں جب ان میں کسی قسم کا فساد نہ ہو صلاح کی ضد فساد ہے۔ صالح وہ ہے جو فساد سے مبرّہ منزّہ ہو جن کی نمازوں میں فساد ہے اور نفسانی اغراض چھپے ہوئے ہیں۔ اُن کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہرگز نہیں ہیں اور وہ زمین سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی ہیں کیونکہ ان میں اخلاص کی روح نہیں اور روحانیت سے خالی ہیں

اس سلسلہ کی کیا ضرورۃ؟

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ہم نماز روزہ نہیں کرتے ہیں وہ اسطرح پر دھوکا دیتے ہیں اور کچھ تعجب نہیں کہ بعض لوگ جو ناواقف ہوتے ہیں ایسی باتوں کو سُنکر دھوکا کھا جاویں اور ان کے ساتھ ملکر یہ کہہ دیں کہ جبحالت میں ہم نماز پڑھتے ہیں روزہ رکھتے ہیں اور ورد وظائف کرتے ہیں پھر کیوں یہ پھوٹ ڈالدی۔ یاد رکھو کہ ایسی باتیں کم سمجھی اور معرفت کے نہ ہونے کا نتیجہ ہے

میرا اپنا کام نہیں ہے یہ پھوٹ اگر ڈالدی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے جس نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے

ہم کیا چاہتے ہیں؟ حقیقی ایمان پیدا کرنا

کیونکہ ایمانی حالت کم ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچ گئی ہے کہ ایمانی قوت بالکل معدوم ہی ہو گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ

حقیقی ایمان

کی روح پھونکے جو اس سلسلہ کے ذریعہ سے اُس نے چاہا ہے۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا اعتراض بیجا اور بیہودہ ہے پس یاد رکھو کہ ایسا وسوسہ ہرگز ہرگز کسی کے دل میں نہیں آنا چاہیے۔ اور اگر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے تو یہ وسوسہ آہی نہیں سکتا۔ غور سے کام نہ لینے کے سبب ہی سے وسوسہ آتا ہے جو ظاہری حالت پر نظر کرکے کہہ دیتے ہیں کہ اور بھی مسلمان ہیں اس قسم کے وسوسوں سے انسان جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں نے بعض خطوط اس قسم کے لوگوں کے دیکھے ہیں جو بظاہر ہمارے سلسلہ میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے جب یہ کہا گیا کہ دوسرے مسلمان بھی بظاہر نماز پڑھتے ہیں۔ اور کلمہ پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے اور نیک معلوم ہوتے ہیں پھر اس نئے سلسلہ کی کیا حاجت ہے؟ یہ لوگ باوجودیکہ ہماری بیعت میں داخل ہیں ایسے وسوسے اور اعتراض سنکر کہتے ہیں۔ کہ ہمکو اس کا جواب نہیں آیا + ایسے خطوط پڑھ کر مجھے ایسے لوگوں پر افسوس اور رحم آتا ہے کہ انھوں نے ہماری اصل غرض اور منشاء کو نہیں سمجھا۔ وہ صرف دیکھتے ہیں کہ رسمی طور پر یہ لوگ ہماری طرح شعائر اسلام بجا لاتے ہیں اور فرائض الٰہی ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت کی روح ان میں نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ باتیں اور وساوس سحر کی طرح کام کرتے ہیں۔ وہ ایسے وقت نہیں سوچتے کہ

ہم حقیقی ایمان پیدا کرنا چاہتے ہیں

جو انسان کو گناہ کی موت سے بچا لیتا ہے اور ان رسوم و عادت کے پیرو لوگوں میں وہ بات نہیں انکی نظر ظاہر پر ہے حقیقت پر نگاہ نہیں ان کے ہاتھ میں چھلکا ہے جس میں مغز نہیں

یاد رکھو

مامور کے وقت کس چیز کی کمی ہوتی ہے

اور سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں کیا یہود توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور اُس پر اُن کا عمل نہ تھا؟ ہرگز نہیں یہودی تو اب تک بھی توریت کو مانتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں انکی قربانیاں اور رسوم آج بھی اسیطرح ہوتی ہیں جیسے اُسوقت کرتے تھے وہ برابر آج تک بیت المقدس کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں اور اُسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اُن کے بڑے بڑے عالم اور احبار بھی اُسوقت موجود تھے اُسوقت پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ کی کیا ضرورت پڑی تھی دوسری طرف عیسائی قوم تھی ان میں بھی ایک فرقہ لا الٰہ الا اللہ کو مانتا تھا پھر کیا وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور کتاب اللہ کو بھیجا؟ یہ ایک سوال ہے جس پر ہمارے مخالفوں اور ایسا اعتراض کرنے والوں کو غور کرنا چاہیے۔ اگرچہ یہ ایک باریک مسئلہ ہے لیکن جو لوگ غور اور فکر کرتے ہیں اُنکے لیے باریک نہیں ہے

یاد رکھو

اللہ تعالیٰ روح اور روحانیت پر نظر کرتا ہے وہ ظاہری اعمال پر نظر اور نگاہ نہیں کرتا وہ ان کی حقیقت اور اندرونی حالت کو دیکھتا ہے کہ ان اعمال کی تہ میں خود غرضی اور نفسانیت ہے یا اللہ تعالیٰ کی سچی اطاعت اور اخلاص۔ مگر انسان بعض وقت ظاہری اعمال کو دیکھکر دھوکا کھا جاتا ہے جس کے ہاتھ میں تسبیح ہے یا وہ تہجد و اشراق پڑھتا

[illegible]

ہے بظاہر ابرار و اخیار کے کام کرتا ہے تو اُسکو نیک سمجھ لیتا ہے مگر خدا تعالےٰ کو تو پوست پسند نہیں یہ پوست اور قشر ہے اللہ تعالےٰ اسکو پسند نہیں کرتا اور کبھی راضی نہیں ہوتا جب تک

وفاداری اور صدق

نہ ہو۔ بے وفا آدمی کتے کی طرح ہے جو مردار دنیا پر گرے ہوئے ہوتے ہیں وہ بظاہر نیک بھی نظر آتے ہوں لیکن افعال ذمیمہ اُن میں پائے جاتے ہیں اور پوشیدہ بدچلنیاں اُن میں پائی جاتی ہیں جو نمازیں ریاکاری سے بھری ہوئی ہوں نمازوں کو ہم کیا کریں اور ان سے کیا فائدہ؟ نماز اُسوقت **حقیقی نماز** کہلاتی ہے جبکہ اللہ تعالےٰ سے سچا اور پاک تعلق ہو اور اللہ تعالےٰ کی رضا اور اطاعت میں اس حد تک فنا ہو اور یہاں تک **دین** کو دنیا پر **مقدم** کرے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں جان تک دیدینے اور مرنے کے لیے طیار ہو جائے جب یہ حالت انسان میں پیدا ہو جاوے اُسوقت کہا جاوے گا کہ اسکی نماز نماز ہے مگر جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی اور سچا **اخلاص** اور **وفاداری** کا نمونہ نہیں دکھاتا اُسوقت تک اُسکی نمازیں اور دوسرے اعمال بے اثر ہیں بہت سی مخلوق ایسی ہے کہ لوگ اُن کو **مومن** اور **راستباز** سمجھتے ہیں مگر آسمان پر اُن کا نام **کافر** ہے اسواسطے **حقیقی مومن** اور **راستباز** وہی ہے جس کا نام **آسمان پر مومن** ہے دنیا کی نظر میں خواہ وہ **کافر** ہی کیوں نہ کہلاتا ہو۔ حقیقت میں یہ بہت ہی مشکل گھاٹی ہے کہ انسان سچا **ایمان** لاوے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل اخلاص اور **وفاداری** کا نمونہ دکھلاوے۔ جب انسان سچا ایمان لاتا ہے تو اُس کے بہت سے نشانات ہو جاتے ہیں قرآن شریف نے جو **مومنوں** کی جو علامات بیان کی ہیں وہ اُن میں **پائی جاتی ہیں**۔ ان علامات میں سے ایک بڑی علامت جو **حقیقی ایمان** کی ہے وہ یہی ہے کہ جب انسان دنیا کو پاؤں سے نیچے کچلکر اس سے اسطرح الگ ہو جاتا ہے جیسے سانپ اپنی کینچلی سے باہر آجاتا ہے اسطرح جب انسان نفسانیت کی کینچلی سے باہر آجاتا ہے تو وہ **مومن** ہوتا ہے اور ایمان کامل کے آثار اُس میں پائے جاتے ہیں چنانچہ فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۔ یعنی بے شک اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو تقوی

تقوی اور احسان

اختیار کرتے ہیں اور جو تقوی سے بھی بڑھ کر کام کرتے ہیں یعنی محسنین ہوتے ہیں۔

تقوے کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا مگر یاد رکھو نیکی اتنی نہیں ہے اگر ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اسلیے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا نقب زنی نہیں کی چوری نہیں کرتا بدنظری اور زنا نہیں کرتا۔ ایسی نیکی **عارف** کے نزدیک ہنسی کے قابل ہے کیونکہ اگر وہ ان بدیوں کا ارتکاب کرے اور چوری یا ڈاکہ زنی کرے تو وہ سزا پائے گا پس یہ کوئی نیکی نہیں کہ جو عارف کی نگاہ میں قابل قدر ہو بلکہ اصلی اور **حقیقی نیکی** یہ ہے کہ **نوع انسان کی خدمت** کرے اور اللہ تعالےٰ کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلاوے اور اُس کی راہ میں جان تک دیدینے کو طیار ہو۔ اسی لیے یہاں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ اُن کے ساتھ ہے جو بدی سے پرہیز کرتے ہیں اور ساتھ ہی نیکیاں بھی کرتے ہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ نرا بدی سے پرہیز کرنا کوئی خوبی کی بات نہیں جب تک اُس کے ساتھ نیکیاں نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے موجود ہوں گے جنھوں نے کبھی زنا نہیں کیا خون نہیں کیا چوری نہیں کی ڈاکہ نہیں مارا۔ اور باوجود اس کے اللہ تعالےٰ کی راہ میں کوئی **صدق و وفا** کا نمونہ اُنھوں نے دکھایا یا نوع انسان کی کوئی خدمت نہیں کی اور اسطرح پر کوئی نیکی نہیں کی۔ پس جاہل ہوگا وہ شخص جو ان باتوں کو پیش کرکے اُسے **نیکوکاروں میں** داخل کرے۔

کیونکہ یہ تو بدچلنیاں ہیں صرف اتنے خیال سے اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہو جاتا۔ بدچلنی کرنے والے چوری یا خیانت کرنے والے رشوت لینے والے کے لیے عادۃ اللہ میں ہے کہ اُسے یہاں سزا دی جاتی ہے وہ نہیں مرتا جب تک سزا نہیں پا لیتا یاد رکھو کہ صرف اتنی ہی بات کا نام نیکی نہیں ہے

تقوے ادنی مرتبہ ہے اسکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی برتن کو اچھی طرح سے صاف کیا جاوے تاکہ اُس میں اعلیٰ درجہ کا لطیف کھانا ڈالا جاوے اب اگر کسی برتن کو خوب صاف کرکے رکھدیا جاوے لیکن اُس میں کھانا نہ ڈالا جاوے تو کیا اُس سے پیٹ بھر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیا وہ خالی برتن طعام سے سیر کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح پر تقوی کو سمجھو تقوی کیا ہے نفس امارہ کے برتن کو صاف کرنا۔

نفس ۱- امارہ ۲- لوامہ ۳- مطمئنہ

نفس کو تین قسم پر تقسیم کیا ہے نفس امارہ۔ نفس لوامہ۔ نفس مطمئنہ۔ ایک نفس زکیہ بھی ہوتا ہے مگر وہ بچپن کی حالت ہے جب گناہ ہوتا ہی نہیں۔ اس لیے اس نفس کو چھوڑ کر بلوغ کے بعد تین نفسوں ہی کی بحث کی ہے۔ نفس امارہ کی وہ حالت ہے جب انسان شیطان اور نفس کا بندہ ہوتا ہے اور نفسانی خواہشوں کا غلام اور اسیر ہو جاتا ہے جو حکم نفس کرتا ہے اسکی تعمیل کے واسطے اسطرح طیار ہو جاتا ہے جیسے ایک غلام دست بستہ اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کے لیے مستعد ہوتا ہے اس وقت یہ نفس کا غلام ہو کر جو وہ کہے یہ کرتا ہے وہ کہے خون کر تو یہ کرتا ہے زنا کہے چوری کہے غرض جو کچھ بھی کہے سب کے لیے طیار ہوتا ہے کوئی بدی کوئی برا کام ہو جو نفس کہے یہ غلاموں کی طرح کر دیتا ہے۔ یہ نفس امارہ کی حالت ہے اور یہ وہ شخص ہے جو نفس امارہ کا تابع ہے۔ اس کے بعد **نفس لوامہ** ہے یہ ایسی حالت ہے کہ گناہ تو اس سے بھی سرزد ہوتے رہتے ہیں مگر وہ نفس کو ملامت بھی کرتا رہتا ہے اور اس تدبیر اور کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے گناہ سے نجات ملجاوے جو لوگ نفس لوامہ کے ماتحت یا اس حالت میں ہوتے ہیں وہ ایک جنگ کی حالت میں ہوتے ہیں یعنی شیطان اور نفس سے جنگ کرتے رہتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نفس غالب آکر لغزش ہو جاتی ہے اور کبھی خود نفس پر غالب آجاتے اور اسکو دبا لیتے ہیں۔ یہ لوگ نفس امارہ والوں سے ترقی کر جاتے ہیں۔ نفس امارہ والا انسان اور دوسرے بہایم میں کوئی فرق نہیں ہوتا جیسے کتا یا بلی جب کوئی برتن ننگا دیکھتے ہیں تو فوراً جا پڑتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ وہ چیز اُن کا حق ہے یا نہیں اسی طرح پر **نفس امارہ** کے غلام انسان کو جب کسی بدی کا موقع ملتا ہے تو فوراً اُسے کر بیٹھنا ہے اور طیار رہتا ہے۔ اگر راستہ میں دو چار روپے پڑے ہوں تو فی الفور اُن کے اٹھانے کو طیار ہو جاوے گا اور نہیں سوچے گا کہ اسکو اُن کے لینے کا حق ہے یا نہیں۔ مگر لوامہ والے کی یہ حالت نہیں وہ حالت جنگ میں ہے جس میں کبھی نفس غالب کبھی یہ۔ ابھی کامل فتح نہیں ہوئی۔ مگر تیسری حالت جو **نفس مطمئنہ** کی حالت ہے یہ وہ حالت ہے جب ساری لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور کامل فتح ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اسکا نام نفس مطمئنہ رکھا ہے یعنی **اطمینان یافتہ**

اس وقت وہ اللہ تعالےٰ کے وجود پر سچا ایمان لاتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ **واقعی خدا ہے نفس مطمئنہ کی انتہائی حد خدا پر ایمان ہوتا ہے کیونکہ کامل اطمینان اور تسلی اسی وقت ملتی ہے جب اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان ہو۔**

یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا پر ایمان لانا ہے جس قدر انسان کا **ایمان باللہ** کمزور ہوتا ہے اُسی قدر اعمال صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے لیکن جب **ایمان قوی** ہو اور اللہ تعالےٰ کو اسکی تمام صفات کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جاوے اُسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے **خدا پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا**۔ کیونکہ یہ ایمان اسکی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضا کو کاٹ دیتا ہے دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکالدی جاویں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کرسکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا۔ اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیے جاویں یا شہوانی قوی کاٹ دیے جاویں پھر وہ گناہ جو ان اعضا سے متعلق ہیں کیسے کرسکتا ہے؟ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان **نفس مطمئنہ** کی حالت میں ہوتا ہے تو نفس مطمئنہ اسے اندھا کر دیتا ہے اور اسکی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی وہ دیکھتا ہے پھر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضا کاٹ دیے جاتے ہیں۔ اس کی ان ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک **موت** واقع ہو جاتی ہے۔ اور وہ بالکل ایک **میت** کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اٹھا سکتا۔ یہ وہ **حالت ہوتی ہے جب خدا تعالےٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اسے دیا جاتا ہے۔**

یہی وہ مقام ہے جو انسان کا **اصل مقصود** ہونا چاہیے اور ہماری جماعت کو اسکی ضرورت ہے اور **اطمینان کامل** کے حاصل کرنے کے واسطے **ایمان کامل** کی ضرورت ہے پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر **سچا ایمان** حاصل کریں۔

یاد رکھو

اصلاح نفس کا سچا ذریعہ

اصلاح نفس کے لیے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے جو شخص نری تدبیروں پر رہتا ہے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیروں اور تجویزوں ہی کو خدا سمجھتا ہے اسواسطے وہ فضل اور فیض جو گناہ کی طاقتوں پر موت وارد کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے اور اُن کا مقابلہ کرنے کی قوت بخشتا ہے وہ اُنھیں نہیں ملتا کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے آتا ہے جو تدبیروں کا غلام نہیں تھا۔ انسانی تدبیروں اور تجویزوں کی ناکامی کی مثال خود خدا تعالیٰ نے دکھائی ہے یہود کو توریت کے لیے کہا کہ اس میں تحریف تبدیل نہ کرنا اور بڑی بڑی تاکیدیں اسکی حفاظت کی اُنکو کی گئیں لیکن کمبخت یہودیوں نے تحریف کر ہی

اس کے بالمقابل مسلمانوں کو کہا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ یعنی ہمنے اس قرآن مجید کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھلو کہ اُس نے کیسی حفاظت فرمائی ایک نقطہ اور نقطہ تک بیش و کم نہ ہوا۔ اور کوئی ایسا نہ کرسکا کہ اس میں تحریف تبدیل کرتا۔

صاف ظاہر ہے کہ جو کام خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے۔ اور جو انسان کے اپنے ہاتھ سے ہو وہ بابرکت نہیں ہو سکتا اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب تک خدا کا فضل اور اُسی کے ہاتھ سے نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ پس محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارت نفس پیدا ہو جاوے یہ خیال باطل ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے نہیں بلکہ کوشش اور مجاہدہ ضروری ہے اور سعی کرنا فرض ہے۔ خدا تعالےٰ کا فضل بھی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ اس واسطے ان تمام تدابیر اور مساعی کو چھوڑنا نہیں چاہیے جو **اصلاح نفس** کے لیے ضروری ہیں مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس اور خیال سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہییں بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہیے جنکو خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائی ہیں

آپ کے قدم پر قدم مارو اور پھر دعا سے کام لو تم ناپاکی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو مگر خدا تعالےٰ کے فضل کے بغیر صرف تدبیروں سے صاف چشمہ تک نہیں پہونچ سکتے جو طہارت کا موجب ہے۔

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالےٰ کو چھوڑتے ہیں اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتے ہیں وہ احتیاطیں کرتے کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔ اسواسطے کہ خدا کا فضل اُن کے ساتھ نہیں ہوتا اور انکی دستگیری نہیں کی جاتی۔ خدا تعالےٰ کو چھوڑکر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی **اصلاح نفس** کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے

اصلاح نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے **کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ** یعنی جو لوگ قولی۔ فعلی۔ عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا

کونوا مع الصّٰدقین	یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ

یعنی ایمان والو! تقوی اللہ اختیار کرو اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو۔ پھر سنت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں

کے ہاں جاتا ہے وہ پھر کہتا ہے کہ کیا میں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہیے کہ ہاں تو کریگا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا۔ کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے اسی طرح جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ میں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔

پس اس سے کبھی بیخبر نہیں رہنا چاہیے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے **اصلاح** نفس کے لیے **کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ** کا حکم دیا ہے۔ جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کیے بغیر نہ رہے گی اور ایک دن نہ ایکدن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں کہ **ہمارے مخالف انکی صحبت** میں **نہ ہونے کی وجہ سے محروم رہ** گئے اگر وہ ہمارے پاس آکر رہتے ہماری باتیں سنتے تو ایک وقت آجاتا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اُن کی غلطیوں پر متنبہ کر دیتا اور وہ حق کو پالیتے۔ لیکن اب چونکہ اس صحبت سے محروم ہیں اور انھوں نے ہماری باتیں سننے کا موقع کھو دیا ہے۔ اس لیے کبھی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ یہ دہریے ہیں شراب پیتے ہیں زانی ہیں اور کبھی یہ اتہام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں۔ یہ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ صحبت نہیں اور یہ **قہر الٰہی ہے** کہ صحبت نہو۔ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب **صلح حدیبیہ*** کی ہے تو صلح حدیبیہ کے مبارک ثمرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کو آپ کے پاس آنیکا موقع ملا۔ اور انھوں نے آنحضرت صلعم کی باتیں سنیں تو انہیں سے صدہا مسلمان ہوگئے۔ جبتک انھوں نے آپ صلعم کی باتیں نہ سُنی تھیں انمیں اور آنحضرت صلعم کی درمیان ایک دیوار حائل تھی جو آپ کے حسن وجمال پر انکو اطلاع نہ پانے دیتی تھی۔ اور جیسا دوسرے لوگ **کذاب کہتے تھے** (معاذ اللہ) وہ بھی کہدیتے تھے اور ان فیوض و برکات سے بے نصیب تھے جو آپ لے کر آئے تھے اس لیے کہ دور تھے۔ لیکن جب وہ حجاب اُٹھ گیا اور پاس آکر دیکھا اور سنا تو وہ **محرومی** نہ رہی اور سعیدوں کے گروہ میں داخل ہوگئے اسی طرح پر بہتوں کی **بدنصیبی کا** اب بھی **باعث ہے**۔ جب ان سے پوچھا جاوے کہ تم نے ان کے دعوے اور دلائل کو کہانتک سمجھا ہے تو بجز چند بہتانوں اور افتراؤں کے کچھ نہیں کہتے جو بعض مفتری سنا دیتے ہیں اور وہ انکو سچ مان لیتے ہیں اور خود کوشش نہیں کرتے کہ یہاں **آکر خود تحقیق کریں اور ہماری صحبت میں رہ کر** دیکھیں۔ اس سے ان کے دل سیاہ ہو جاتے ہیں اور وہ **حق** کو نہیں پا سکتے لیکن اگر وہ تقویٰ سے کام لیتے تو کوئی گناہ نہ تھا کہ وہ آکر ہم سے ملتے جلتے رہتے اور ہماری باتیں سنتے رہتے۔ حالانکہ عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی تو ملتے ہیں اور اُن کی باتیں سنتے ہیں انکی مجلسوں میں جاتے ہیں۔ پھر کونسا امر مانع تھا جو ہمارے پاس آتے

***فٹ نوٹ**۔ اس تقریر کو صاف کرتے وقت صلح حدیبیہ کے مقام پر پہونچکر ہمکو حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ **اشتہار** جو **الصلح خیر** کے عنوان سے بندگان عالی نے نہایت شفقت اور رحم سے بد نصیب مخالفوں کو اپنے فیض سے بہرہ اندوز ہونیکا موقع دینے کی خاطر شائع کیا گیا تھا وہ اشتہار ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو شائع ہوا تھا اور آج الحکم کے پڑھنے والوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کئی سو ایسے آدمی کی جماعت بھی شریک ہے جنکو اُسوقت سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہ تھا اور وہ آج اس سلسلہ کی شمولیت پر سجدات شکر بجالاتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ان میں سے بہتوں کو اس اشتہار کی خبر بھی نہو اس لیے محض اس نیت اور خیال سے کہ اس اشتہار سے ہم اُن لوگوں کو جو ناواقف ہیں واقف کریں اور نیز اس لحاظ سے کہ اس سے ہمارے سید ومولیٰ **امام** کی اس **کریم النفسی** اور **شفقت علیٰ خلق اللہ** کا پتہ لگتا ہے جو آپ میں نوع انسان کی بھلائی کے لیے ودیعت رکھی گئی ہے اس اشتہار کو اس حاشیہ میں درج کرتے ہیں۔ اسکو پڑھ کر ہماری جماعت کے ایمان میں ایک تازہ رنگ آئیگا اور انہیں معلوم ہوگا کہ کس بصیرت اور یقین سے یہ **مامور** ربانی اپنی **کامیابی** کا یقین رکھتا ہے کیسا یقین

بقیہ فٹ نوٹ اور اس مضمون کے ساتھ اسکا لطف اور بھی دوبالا ہو جاوے گا۔ ایڈیٹر۔

اَلصُّلۡحُ خَیۡرٌ

الحکم ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

نمبر ۹ جلد ۵

اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ میں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لیے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لیے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی نسبت اُس بصیرۃ کے مخالف کوئی کمی بیشی کردوں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے بلکہ اسجگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو اُن کے زیر اثر ہیں ہر ایک قسم کی سخت زبانی سے باز رہیں* اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ یا کنایہ سے کسی فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے فریق ثانی مدارات سے پیش آویں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہیں اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دنیا میں پھیل گیا ہے۔ جیسا کہ آجکل حنفی شافعی مالکی حنبلی باوجود اُن سب اختلافات کے جنکی وجہ سے مکہ معظمہ کی ارض مقدسہ بھی انکو ایک مصلیٰ پر جمع نہیں کر سکی ایکدوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں۔ لیکن یہ وہی

سے انھوں نے پرہیز کیا۔

غرض

یہ بڑی ہی بدنصیبی ہے اور انسان اسکے سبب محروم ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا **کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ**

اسمیں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اسلیے ایک **راستباز کی صحبت** میں رہ کر انسان **راستبازی** سیکھتا ہے اور اسکے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اسکو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرۃ عطا کرتا ہے۔ اسکی صحبت میں صدق دل سے رہ کر وہ خدا تعالےٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھتا ہے جو **ایمان** کے بڑھانے کے ذریعے ہیں۔

باقی آیندہ

خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اُس سے اخلاقی برتاؤ کیا جائے خدا جسکو چاہتا ہے نیست ونابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ تباہ ہو جائیگا اور اگر خدا کیطرف سے ہی تو کوئی دشمن اسکو تباہ نہیں کر سکتا اس لیے محض قلیل جماعت خیال کرکے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقویٰ کے برخلاف ہے یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلاویں ورنہ جب یہ **احمدی فرقہ** دنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائیگا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور **بعض ملوک** بھی اسمیں داخل ہو جائینگے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اُس زمانہ میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دور ہو جائیگا لیکن اُس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لیے نہیں ہوگی اور اُسوقت مخالف علما کا نرمی کرنا تقویٰ کی وجہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔ تقویٰ دکھلانیکا آج ہی دن ہے جبکہ یہ فرقہ دنیا میں بجز چند ہزار انسان کے زیادہ نہیں اور میں یہ انتظام کرونگا کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کریگا جسمیں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو اور اس انتظام کا اُسوقت سے پورا عملدرآمد ہوگا جبکہ آپ صاحبوں کیطرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلیگا کہ آیندہ آپ لوگ پورے عہد سے ذمہ دار ہو جائینگے کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپکے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں ہر ایک قسم کی بدزبانی اور ہجو اور سب وشتم سے مجتنب رہیں گے اور اس نئے معاہدہ سے آیندہ ایسا ثبوت کا تجربہ ہو جائیگا کہ ہر دو فریق دیکھیں اور نہ ہم اس طریق سے دلکش ہو سکتے ہیں بلکہ دونوں فریق پر واجب ہو گا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے منہ بند کرلیں۔ مجھے بہت خوشی ہوگی جب آپکی طرف سے یہ اشتہار پہنچیگا اور اُسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے عملدرآمد شروع ہوگا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آیندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہوگا وہ خود غالب ہوتا جائے گا دنیا میں سچائی اول چھوٹے سے تخم کیطرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بنجاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اسمیں آرام کرتے ہیں

* سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے مگر یہ کہنا کہ اسکے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے یا مخطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا منہ

چونکہ تم کو کم نیت رہنے کے لیے یہ مصالحہ ضروری ہے اور اس خیال کو حساب میں غلطی نہ ہو اس مصالحہ کی ابتدائی تاریخ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ صاحبوں کیطرف سے بعد یاہمی مشورہ کب سے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہوں جواب اشتہار نکلیگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ منہ

پھر اس زمانہ میں کیوں ایسے انسان کی ضرورت ہے جو

دنیا کو گناہ کی زندگی سے چھڑانا چاہتا ہے اور اس کے لیے وہ کوئی ایسا طریق پیش نہیں کرتا جس سے کسی **ابن آدم کی جان جائے** اور گناہ کے سیلاب کا بند ٹوٹ جاوے بلکہ وہ وہ تعلیم دیتا ہے جس پر ہر وقت اور ہر زمانہ کے لوگ عمل کر سکتے ہیں۔ دیا گنگ کو گورنمنٹ کے ملکی قوانین کی حرمت اور عزت بھی اسی سے قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہم اس مضمون میں واقعات کی رو سے دکھا دیں گے ان شاء اللہ۔

غرض

پائونیر کا استعجاب ایک پنجابی نبی کی بعثت پر اسی رنگ اور قماش کا ہے جیسے بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والے **ابن اللہ** پر شام کے یہودیوں کو ہوا تھا

پھر

اسی پرچہ اشاعت میں پائونیر یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ

ہندوستان میں مذہبی تحریک جس میں چنگاری کا اثر رکھتی ہے

ہم نہیں جانتے کہ فاضل ایڈیٹر پائونیر کا ایسے فقرے کے لکھنے سے کیا مقصود تھا۔ جو ہندوستان کی کل مذہبی سوسائٹیوں اور مجلسوں پر خطرناک پولیٹیکل حملہ ہے۔ حالانکہ ان کی وفاداری اور خیر خواہی کا پائونیر کو کئی بار ثبوت مل چکا ہے۔ ہم اسوقت دوسری مذہبی تحریکوں کی طرف سے ڈیفنس کرنا اپنا فرض نہیں سمجھتے اسلیے ان سے قطع نظر کرکے ہم اپنے سلسلہ اور تحریک مذہبی کے متعلق اسپر نوٹس لینا چاہتے ہیں

اگر ہندوستان میں مذہبی تحریک بقول حضرت **پائونیر** ایسی ہی خطرناک اور جس میں چنگاری کی مضمون ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ پائونیر کو ہمارے اس کو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا کہ ان مذہبی تحریکوں کی بھی بنیاد ہندوستان میں خود پادری صاحبان اور عیسوی مذہب کی مشنریوں نے رکھی ہے یہی وہ **قوم** ہے جسنے ہندوستان کے مختلف پیروؤں کو انکے مذہب کے لیڈروں اور رہنماؤں پر ذاتی حملے کرکے برافروختہ کیا اور اپنے اپنے مذہب کی حمایت پر آمادہ کیا ہے خود پادری صاحبان اپنی تحریروں اور لیکچروں میں اسبات پر ناز کیا کرتے ہیں کہ ہندوستان کو ہم نے ہی **آکر بیدار کیا ہے** اور مذہب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر اس جس میں چنگاری ڈالنے والے **مشنری صاحبان** ہی ٹھیرتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ پائونیر نے مشنریوں کو ذرا بھی تنبیہ نہیں کی اور نہ گورنمنٹ کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ مشن کا کل کام یک لخت بند کر دیا جاوے اور اگر ایسا نہیں تو کم از کم ایک تنبیہ ہی ہو کہ انکو دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے سے حکماً روکا جاوے مگر جہانتک ہمارا تجربہ ہماری واقفیت ہماری رہنمائی کرتی ہیں

ہم کہہ سکتے ہیں کہ کبھی پائونیر نے ایسی تحریک گورنمنٹ کی توجہ کے لیے نہیں پیش کی اور اگر وہ اتنا بھی نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم اسپر ہی زور دیا ہوتا کہ سالانہ ۴۵ لاکھ روپیہ جو خزانہ ہند سے مشنریوں کو دیا جاتا ہے اسے ہی بند کیا جاوے اور اسطرح پر ہندو مسلمان اور دوسرے مذہب والوں کے روپیہ سے پرورش پا کر یہ بزرگ مشنری ان کے ہی مذہب پر حملہ تو نہ کرتے۔

پائونیر اس سوال کو نہایت خوبی اور قابلیت کے ساتھ حل کرنے کے قابل ہو سکے گا اگر وہ ان کتابوں رسالوں اور اخباروں اور معمولی اشتہاروں اور ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت ہی کا اندازہ لگانے کی کوشش کرے جو عیسائی مذہب کی طرف سے عیسائی مذہب کی تحریک کو ہندوستان اور اسکے نواح میں پھیلانے کے متعلق اور مختلف قوموں اور فرقوں کو مذہب کے رد میں شائع کیے جاتے ہیں

یسوع مسیح کی بھیڑوں کے نگران چرواہان یا عیسائی مشنری مذہبی تحریک میں جو جو طریق اختیار کرتے ہیں اور بسا اوقات عیسائی دین کی اشاعت و تعلیم کے شوق میں۔ یہ رنگ صاحبان اپنی جانوں کو بھی مشکلات میں ڈالدیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کا امن عامہ بھی بعض صورتوں میں خطرناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔ اسوقت یورپ کے مدبروں کو بھی جو عیسائی ہوتے ہیں اسبات کے تسلیم کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے کہ مشنری صاحبان ہی کی بدولت یہ فتنہ و فساد شورش پیدا ہوئی ہے۔ اس مضمون میں ہم لارڈ سالسبری اور دوسرے مدبران یورپ کی رائیں پیش کریں گے جو فساد چین وغیرہ کے موقع پر انھوں نے ان جنگوں کی نسبت ظاہر کی ہیں اور شاید پائونیر کے کالموں میں بھی ان رایوں کا اقتباس شائع ہوا ہو۔

جب حالت ایسی واقع ہوئی ہے تو پھر ہندوستان میں مذہبی تحریک جسکو پائونیر جس میں چنگاری کہتا ہے عیسائی مشنریوں کی مذہبی تحریک سمجھی جاوے گی۔ اور جو کچھ نتائج بد اس تحریک سے ہو سکتے ہیں یا ہوئے ہیں جن کو پائونیر دکھانا چاہتا ہے جیسا کہ ہم آگے چلکر دکھاوینگے (اقتباس) دیکر بتا دینگے انکے ذمہ دار پادری صاحبان اور عیسائی مشنری ہونے چاہییں نہ کوئی اور۔

بالخصوص ان مذہبی تحریکوں کے بد اثر کو سلسلہ سے منسوب کرنا پائونیر کی ایک ہی خطرناک غلطی ہے اس مضمون کو لکھنے سے پہلے یا کم از کم شائع ہونے سے پہلے اُس کا فرض تھا کہ وہ اپنی وسیع واقفیت اور تجربہ کی بنا پر اسکے سارے پہلوؤں پر غور کر لیتا۔ اور اگر وہ اسکے شائع کرنے پر مجبور تھا تب بھی اسکا فرض تھا کہ وہ علیحدہ نوٹ کے ذریعہ ان مقامات کو صاف کر دیتا۔

باقی دوسرے نمبر میں۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

بالحق انزلناہ وبالحق نزل

پیسہ اخبار کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ امریکہ کی ایک فونوگراف کمپنی نے ایک اشتہار دیا ہے جو رسالہ کی صورت میں ہے اور اس کا نام

محمد اسٹوری سو تھن یعنی محمد اور سپارٹے ہے۔ اس رسالہ میں نہ صرف فرضی اور مصنوعی قصے ہی درج ہیں جنکا اسلامی تاریخ صحیح میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا بلکہ اسی رسالہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خطرناک گالیاں بھی ہیں جنکو ہم اس مقام پر نقل کرنا بھی کفر سمجھتے ہیں گو پیسہ اخبار نقل کفر کفر نباشد کہکر ایک فقرہ درج کرتا ہے اور پھر وہ اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ انگریزی زبان میں چند عمدہ اسلامی تصنیفات کی ضرورت ہے۔

ہم پیسہ اخبار کی اس رائے کے ساتھ متفق ہیں لیکن ہم یہ ماننے کے واسطے ہرگز طیار نہیں کہ یہ کام ایجوکیشنل کانفرنس کر سکتی ہے؟ علیگڈھ سکول اور [illegible] کے مذہبی نمونے اس قابل نہیں ہیں کہ وہ یورپ کے ملحدوں کے سامنے اسلام کے حقائق پیش کرسکیں۔

اب جبکہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ تقریروں اور اشتہاروں کے ذریعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک اسلام پر حملے کرنے سے نہیں چوکتے تو کیا یہ وہ وقت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ خود ہی اسلام کا ناصر اور محافظ ہو۔ اور ع

مرد ے از غیب بروں آید و کارے بکند۔

حقیقت میں عیسائیوں کی شوخیاں اور بدزبانیاں حد سے گذر چکی تھیں۔ اب زمین و آسمان انکی ان کفر اور گالیوں کو برداشت نہیں کر سکتے تھے جو انھیں سید المعصومین کی شان میں روا رکھے گئے تھے۔ خود مسلمانوں نے آپ کی بزرگ اور برتر شان کو نہیں سمجھا تو غیروں پر کیا افسوس! اس قسم کی ضرورتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے **اپنے محبوب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ تا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد اور محاسن کو دنیا کے سامنے پیش کرے اور عیسویت کے بت کو اپنے دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ کے ساتھ پاش پاش کرے۔** یہ تمام ضرورتیں جو اسکے نزول کی داعی تھیں اسکے لیے کہہ رہی ہیں

بالحق انزلنٰہ وبالحق نزل

[illegible]

اخبارات سے معلوم ہوا کہ امریکہ میں چھوٹے بچوں نے ایک خودکشی کا کلب قائم کیا ہے ان لڑکوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ زندگی جینے کے قابل نہیں ہے اس لیے ہمیں زہر کی مدد سے اسکا خاتمہ کر دینا چاہیے؟ یہ حالت ہے ان ملکوں کی جہاں سویلزیشن کا آفتاب کہتے ہیں سمت الراس پر ہے اور ہم کو پھر تو لب بام ہے۔ یہی سبب ہے امریکہ میں خودکشی کی اموات کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے کیوں؟ اسلیے کہ وہ سچا ایمان نہیں جو انسان کو ہر رنج و راحت اور زندگی کی ہر حالت میں مطمئن اور شادان رکھ سکتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جس مذہب کی نجات کا مدار **ایک لعنتی خودکشی** پر ہو اس سے اگر دنیا میں خودکشی کا رواج نہ ہو تو کیا ہو؟ صرف اسلام ہی ایک پاک مذہب ہے جس نے لَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ کہکر خودکشی سے منع فرمایا ہے اور أَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ کہکر درازی عمر کا نسخہ بتایا اور پھر اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کا ارشاد فرما کر زندگی کو راحت بخش بنانے کی تجویز بتا دی ہے۔ خدا کرے کہ ہم اور ہمارے پڑھنے والے ان سنہری اصولوں سے متمتع ہوں۔ آمین۔

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

سوئزرلینڈ سے ایک جرنٹ سالوش صاحب لنڈن تشریف لا کر لوگوں میں اپنا یہ مذہب یا مقصد پیش کرتے ہیں کہ انسان کو نمک اور پانی کے استعمال سے علیحدہ کرکے اسکی عمر دراز کریں۔ سالوش صاحب کی تعلیم ہے کہ نمک ہی سب برائیوں کی جڑ ہے اور ہر قسم کا گوشت یا پانی کے انسانی بناوٹ کے لیے ایک غیر ضروری بوجھ ہے۔ انکے مسلک میں بہت سے زن و مرد انکے ہمخیال ہو گئے ہیں جو نمک و پانی سے تو پرہیز کرتے ہیں مگر سب ننگے کام کرتے ہیں ایک دوسرے سے علیحدگی کے واسطے درمیان میں صرف تختہ لگا لیتے ہیں اور جب موسم سخت نہیں ہوتا تو برہنگی کی حالت میں ہی زمین پر سوتے ہیں۔ یہ حالت ہو رہی ہے مغربی دنیا کی۔ مذہب اور اسکی حقیقت سے وہ اسقدر دور جا پڑے ہیں کہ اسکا سمجھنا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ مسیح کے مختلف حشروں کی ایسی وحشیانہ زندگی ہی ان امور کا پتہ دے رہی ہے کہ اسوقت ایک ایسے وجود پاک کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اپنے ساتھ لیکر آئے اور دنیا کو باخدا اور نیک بنا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ زمانہ کا [illegible] **آگیا** جس کی تمہیں جستجو کی ہوں دیکھو وہ جو [illegible]

اسلام کے نادان دوستوں سے بچاؤ

علیگڈھ منتھلی کے اکتوبر سنہ گزشتہ کے اشو میں ایک مضمون وہاں کے ایک لائق گریجویٹ کے قلم سے نکلا ہے جس کا عنوان ہے "ہم اسلام کو موجودہ خیالات کے موافق کہانتک کر سکتے ہیں" اس مضمون میں صاحب مضمون نے اسلام کی اصل حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا ہو کر اس میں اصلاح اور ریفارم کرنیکی خواہش ظاہر کی ہے اور وہ اس طرح ایسی بھونڈی اور بدنما ہے کہ اس اصلاح کا نام **تحریف** یا ترک اسلام ہی ہو سکتا ہے گریجویٹ صاحب نے اس مضمون میں جہانتک یا جو کچھ خیالات ظاہر کیے ہیں ہم انپر الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ ریویو کرینگے اور اسوقت اگر خدا نے چاہا تو ہم دکھا دینگے کہ مسلمانوں کی ذلت کیا کیا ہوتی ہے آہ! ان نئی روشنی کے دلدادوں کے لیے کسی نے اچھا کہا ہے

لگ یورپ سے خاک لائینگے
اپنا کعبہ الگ بنائینگے

مسلمانوں کی موجودہ حالت کی ایسی خرابی ہے کہ وہ شعار اسلام کو بھی ہاتھ سے دینے کے لیے طیار ہو رہے ہیں اور بہانے تلاش کرتے ہیں۔ اور یہی بیدینی اور باہمی تفرقہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

ت سے طلاق

رنگون کی خبروں میں بیان ہوا ہے کہ عبد الکریم نامی ایک مسلمان نے غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی لیکن جب اسکا غصہ فرو ہوا۔ تو اس نے اس طلاق کے رفع دفع کے واسطے ایک مولوی سے چارہ جوئی کی جسنے چند روپیہ طلب کیے اور اسکے بعد طلاق دینے والے شخص سے کہا کہ تیری طلاق ہرگز جائز نہیں ہے اور تیرا نکاح کسی طرح نہیں ٹوٹا جب یہ شخص خوش خوش اپنے مکان کو واپس آگیا تو ایک شخص نے مولوی سے پوچھا کہ آپکا یہ فتویٰ کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ مولوی نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہل کندہ ناتراش ہے جو کسی طرح حرف ط کے تلفظ سے واقف نہیں ہو سکتا پس ضرور ہے کہ اس نے جو طلاق دی ہوگی وہ حرف ت کی طلاق ہے جو شرعاً جائز نہیں۔ اس سے تو قطعی طور طلاق ہوتی ہے یہی؟

یہ حالت ہے ہمارے علما کی جو قوم کا دماغ سمجھے جاتے ہیں اور اسپر بھی کہا جاتا ہے کہ کسی مامور کی **ضرورت نہیں**؟ قوم! او خواب غفلت میں کب تک سوئیگی اور **عدم ضرورت** مامور کے خواب کب تک دیکھیگی؟ کیا تیرے مٹنے میں ابھی کوئی کلام ہے؟

[illegible]

اجمیر سے خبر آئی ہے کہ ایک مسلمان نے اپنی جہالت سے راجپوتانہ مالوہ ریلوے کے ایک ملازم انگریز پر حملہ کیا جبکہ وہ بائسکل پر جا رہا تھا ملزم نے گرفتار ہونے پر بیان کیا کہ ابھی میرا ارادہ اور بھی دو تین صاحب لوگوں کو مارنے کا تھا۔ ملزم کے اس بیان اور اس جاہلانہ حملہ سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں حضرت مسیح موعود کے اس فتوے کی کثرت اشاعت کی ضرورت ہے جو آپ نے جہاد کی حرمت کے لیے شائع کیا ہے۔ مسلمانوں کے دل میں سچی وفاداری کے خیالات کو پیدا کرنے کے واسطے حضرت **مسیح موعودؑ** کی تعلیم کی اشاعت کی بہت ضرورت ہے۔ وہ مسلمان جو اس امر میں ہمارے ساتھ متفق ہیں کہ انگریزوں اور دوسرے مذاہب والوں سے مذہب کے نام سے تلوار اُٹھانا حرام ہے اور یہ اشاعت مذہب کا ذریعہ نہیں انھیں چاہیے کہ وہ اپنے مدرسوں میں حرمت جہاد کا فتویٰ تعلیمی کورسوں میں داخل کریں۔ بلکہ سررشتہ تعلیم پنجاب کو بھی مصالح ملکی کے لحاظ سے اس فتوے کو جو نظم میں کہا گیا ہے مدرسوں میں داخل کرنیکی از بس ضرورت ہے ہمارے کالج **تعلیم الاسلام** میں یہ فتویٰ دوسری اُردو نظموں کے ضمن میں داخل **کورس** ہے آیندہ کے لیے اگر یہ فتویٰ حفظ کرایا جاوے تو اور بھی مفید اور موزوں ہوگا کیا دوسری انجمنیں بھی اسپر غور کرنے کے لیے آمادہ ہیں اور نہیں تو علیگڈھ کالج ہی سہی۔

ہندو اور اُن کا مذہب

لارڈ امپتھل صاحب گورنر مدراس نے راج منڈری میں وہاں کے اہل ہنود کے ایڈریس کے جواب میں ہندو مذہب کی موجودہ حالت کو خطرناک بتایا ہے اور کہا کہ ہندو اپنے مذہب کی تعلیم سے غافل ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ مغربی تہذیب نے لامذہبی پھیلادی ہے۔ اور آج کل کے ہندو شش و پنج میں ہیں کہ انکا اصل مذہب کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

کل ملل کی مذہبی کتابوں اور [illegible] کرنا آجکل آزادی سے ہو رہی ہے اور یہ نشان ٹھیرایا گیا تھا حضرت مسیح موعود کے نزول کا کیونکہ اس کے کاموں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان کام ہے کہ وہ دوسرے ملل پر اسلام کو غالب ثابت کرے اور یہ اُسی حالت میں ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب کے معتقدات اور مذہبی کتابیں عام ہو جائیں۔ اور یہ آجکل ہو رہا ہے۔ یہ ایک زبردست زمینی شہادت حضرت مسیح موعود کے وجود پر ہے اسلیے وہ کہتا ہے

شعر

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مختصر نوٹ اور نکات

حقیقی اور زندہ مذہب وہی ہے اور وہی ہو سکتا ہے جس کے ساتھ اسکی سچائی اور حقیقت کے زندہ نمونے موجود ہوں۔ اور جب تک کوئی **زندہ** نمونہ موجود نہ ہو اس مذہب اور اس کی کتاب اور اسکے خوارق و معجزات کی قیمت ایک کوڑی کی بھی نہیں ہو سکتی۔ کوئی پاکدل اور بیدار **کانشنس** کبھی اسکی بات کو قبول کرنے کے لیے طیار نہیں ہو سکتا کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اُس کی سچائی اور صداقت کی چمکیں اور اسکی حقیقت کے نشانات آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں اور ان **ہدایتوں** کے بھیجنے والے کے منہ پر ہمیشہ کے لیے مہر لگ چکی ہے بجز ایسے انسان کے جس کا **کانشنس مسخ** ہو اور جسکا دل و دماغ تاریک خیالات سے پراگندہ ہو جو ایمان کی حقیقت اور مذہب کی جان سے ناواقف ہو وہ ایسا خیال کرے تو کرے لیکن ایک سلیم الفطرت جو خدا تعالیٰ کی طلب کے لیے سچی بھوک اور پیاس رکھتا ہو وہ تو اسی امر کے لیے تڑپتا ہے کہ **زندہ خدا کے زندہ نمونے** اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور تازہ بتازہ نظر آئیں تا وہ اپنے **ایمان** کو ظنون اور اوہام کے تاریک غار سے نکال کر **یقین** اور **حق الیقین** کے منارہ پر پہونچائے۔ یہی **حقیقی مذہب** کا نشان ہے اور یہی **خدا پرستی** اور گناہ سوز فطرت کے اصول کا سچا ذریعہ ہے

حقیقی اور زندہ مذہب کا نشان جبکہ اُسکے خوارق اور کرامات کی **زندگی** اور زندہ خدا کے زندہ نمونوں کی **چمکار** ہے تو کیا اس حقیقی معیار پر آج دنیا کا کوئی مذہب اس قابل ہے کہ اپنے امتحان کے لیے آمادہ ہو۔ اور کوئی **اہل مذہب** اپنے مذہب کی تعلیم پر چلکر اُسکے پاک ثمرات اور نجات بخش نتائج کا **عملی ثبوت دینے کا حوصلہ کر سکتا ہے**؟ یہ ایک سوال ہے جس کے جواب کے لیے ہمکو ویدمت کے حامیوں اور پرچارکوں عیسائی مذہب کے واعظوں اور منادوں برہمو ازم کے پیرؤوں اور تھیوسفسٹوں کی طرف دیکھنا چاہیے کہ ان سے کیا آواز نکلتی ہے؟ سنو اور کان لگا کر سنو لیکن بجز حیرت کی خاموشی کے کچھ نظر نہ آئے گا۔ اس معیار پر ایک اور صرف ایک ہی مذہب زندہ اور حقیقی مذہب کامل المعیار ثابت ہو سکتا ہے اور ہو رہا ہے اور وہ ہے **اسلام** جس کی پاک اور کامل تعلیم اور اس کے ثمرات اور نتائج کا زندہ نمونہ حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** کی ذات ہے جو علی رؤس الاشہاد کہتا ہے۔

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے
آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مردہ پرستوں کے اخبار نور افشاں پر **آفتاب صداقت** یسوع کو لکھا جاتا ہے بجائیکہ جس قدر تاریکی اور فسق و فجور کی **لعنت** اس شخص کے ذریعہ دنیا میں پھیلی ہے جسنے اپنے آپ کو خدا اور ابن اللہ کہا اسقدر ظلمت اور ضلالت شاید وام مارگ کے ماننے والوں سے بھی نہ پھیلی ہو بعض مسلمانوں کو غلطی لگی ہے جو وہ **یسوع** اور عیسیٰ ابن مریم میں فرق نہیں کرتے قرآن شریف میں کسی ایک جگہ بھی اس یسوع کا ذکر نہیں جو خدائی کا دعوی کرتا تھا اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنے والا ٹھیرتا ہے قرآن شریف صرف اس عیسی ابن مریم کا ذکر کرتا ہے جو ایک عاجز انسان اور خدا کا سچا نبی اور مکرم بندہ تھا جس نے ہمیشہ اپنی عبودیت کا اعتراف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان بشارت دی۔ جو فی الحقیقت **حقیقی نور** تھا اور وہی آفتاب صداقت تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پاکر فی الواقع وہ **روشنی** عطا کی کہ شب تار کو روز روشن بنا دیا۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد
و بارک و سلم

پس مسلمانوں کو اپنے مناظرہ کے طریق کو فی الفور بدل دینا چاہیے وہ **یسوع انجیلی** اور عیسی ابن مریم نبی اللہ میں تفریق اور امتیاز کریں

حضرت **مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** بنی نوع انسان کی ہمدردی اور بھلائی کے لیے ایک مقام پر نصیحت کرتے ہیں کہ "میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جب تک وہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا۔ جیسا کہ اپنے نفس کے لیے" اور میری یہی نصیحت ہے کہ دلوں کو صاف کرو۔ اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو۔ اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ

تہذیب یہی ہے اور عفو اور درگذر کرو اور کینہ ور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو۔ تا آسمان سے تم پر رحم ہو"

مبارک وہ جو اس پاک تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق پاتے ہیں اے خدا ہمکو بھی توفیق دے آمین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کیوں قائم کیا ہے؟ اس کا جواب بارہا الحکم کے کالموں میں شائع ہو چکا ہے اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض و مقاصد میں تفصیل کے ساتھ اسپر لکھا گیا اور خود حضرت حجۃ اللہ کے پاک ارشادات اس بارے میں لکھے گئے ہیں ازدیاد ایمان کے لیے ملفوظات حضرت مسیح موعود سے یہاں لکھنا پھر خالی از فائدہ نہ ہو گا

" خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت۔ بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا وے سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہو گا اور وہ انھیں اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انھیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اسمیں داخل کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ خود اسکی آب پاشی کرے گا اور اسکو نشو و نما دے گا۔ یہانتک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لیے بطور نمونہ ٹھیرینگے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہینگے جنکو قبولیت اور نصرت دیجاوے گی اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے فالحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً اسلمنا لہ ہو مولٰنا فی الدنیا و الاخرۃ نعم المولیٰ و نعم النصیر"

غور سے پڑھو ان سطروں کو جو اس سلسلہ کے متعلق خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۴ مارچ ۱۸۸۹ء کو لکھی تھیں۔ اور آج چودہ سال دس ماہ اور ۶ دن کے بعد سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فضا پر سوچو کہ وہ کہاں سے کہاں تک پھیلا ہوا ہے۔ بر اس کنارِ امریکہ سے کرکشمیر تک اور رنگون (برما) سے سے کر کابل اور خراسان تک۔ امریکہ میں ہے تو آسٹریلیا میں اسکی صدا میں گونج رہی ہیں۔ سورب میں ہے تو شام میں یصلّون علیک ابدال الشام کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ مصر میں مسیح موعود کی تبلیغ کا پرچم اُڑ رہا ہے تو افریقہ کے ریگستان اور بربرا (سمالی لینڈ) کے میدان کا مذار میں بھی مسیح موعود کی طرف سے ممانعت جہاد کے فتوے کے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ کیا یہ کوئی چھوٹی سی پیشگوئی ہے جو پوری ہو رہی ہے؟ مخالفو! سوچو! تمہیں نہیں سعید الفطرت لوگو! غور کرو کہ اس میں تمھارے لیے ایک نشان ہے جو ہدایت اور سعادت کی راہ نمائی کرتا ہے اگرچہ اسوقت تھوڑے ہیں جو سوچتے ہیں اور بہت ہی تھوڑے ہیں جو فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر یقیناً یقیناً وہ وقت آتا ہے کہ رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا عام نظارہ نظر آنے گا۔

تفسیر القرآن بالقرآن

ایک بے نظیر تفسیر ہے جسکو جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب ایم۔ بی نے کمال محنت کے ساتھ تصنیف فرما کر بغرض اصلاح حضرت مسیح آخر الزمان علیہ السلام اور مولانا نور الدین صاحب کو نصف سے زیادہ سنادی تھی مسیح الزمان علیہ السلام نے وقتاً فوقتاً اس کی نسبت یہ ارشادات فرمائے۔ نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے۔ قرآنی نکات خوب بیان کیے ہیں۔ دلو پر اثر کرنے والی ہے۔

حضرت مسیح الزمان اور مولانا نور الدین علیہما السلام نے بعض بعض جگہ اصلاح بھی کی تھی اب فضل ربانی سے چھپکر طیار ہو چکی ہے۔ خریداران الحکم و البدر کو پارہ عم کی تفسیر مفت مگر محصول ڈاک ۔/ کے ٹکٹ آنے پر بطور نمونہ بھیجی جا سکتی ہے قیمت بلا جلد ۸؍ مع جلد ۱۲؍۔ پارہ دوم کی قیمت ۱؍ عم کے پارہ کی قیمت ۲؍

المشتہر خاکسار فتح محمد خان منیجر مطبع عزیزی مقام تراوڑی ضلع کرنال پنجاب۔

تمام درخواستیں مشتہر کے نام تراوڑی آنی چاہییں۔ یہ تفسیر القرآن الحکم والی تفسیر نہیں ہے۔

ہندوستان میں دسمبر کا آخری ہفتہ

چونکہ سال رواں کے شروع سے الحکم کا حجم اور تقطیع خاص طور پر بڑھا دیا گیا ہے اور اس سے اصل غرض یہ ہے کہ خدا چاہے تو الحکم ہر پہلو سے قوم کے لیے مفید اور دلچسپ آرگن ہو سکے اور قوم کی اگر ساری ضرورتیں نہیں تو کم از کم بہت سی ضرورتوں کو جو اخبار کے وجود سے ان کے متعلق ہیں پورا کرنے کے قابل ہو جاوے۔ ان عام ضرورتوں میں سے عام اخباری معاملات پر رائے زنی بھی ایک ضرورت ہے جو قوم کو کسی دوسرے ملکی مذاق کے اخبار کی خریداری کی ضرورت باقی رہنے دیتی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اس ضرورت کو اگر من کل الوجوہ نہیں تو ایک حد تک پورا کرنے کی سعی کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے اسکے اتمام کی توفیق چاہیں عام اخباری معاملات کے لیے الحکم کا ایک حصہ مختص کرنے سے ہماری ایک غرض الحکم کی پاپولرٹی کو پیدا کرنا بھی ہے۔ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اخباری مذاق رکھتے ہیں ان میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مذاق پیدا کرنا بھی ہمارے اغراض و مقاصد میں داخل ہے۔ اسلیے بھی یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ آئندہ کے لیے خصوصیت کے ساتھ اس حصہ کا التزام رکھا جاوے۔ یہ طریق اگر خدا چاہے نہ صرف اخبار بینوں میں سلسلہ عالیہ کا مذاق پیدا کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے بلکہ الحکم کی توسیع اشاعت کے ساتھ سلسلہ عالیہ کی بعض قومی اور ملکی ضرورتوں پر بھی اثر انداز ہو سکتا ہے۔ اور اپنے سلسلہ کے بھائیوں کو عام انفرمیشن پہونچانے کا باعث بھی ہو گا۔ یہ وجہ ہے جو ہم اس آرٹیکل کو لکھنا چاہتے ہیں یا عام معاملات اور واقعات پر عند الضرورت رائے زنی کرینگے یا مختصر خبروں کو الحکم کے کالموں میں لینگے۔ اور اصل تو یہ ہے کہ ساری توفیق محض خدا تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

(ایڈیٹر)

نمبر اول

یوں تو قریباً ساری دنیا میں سال کا آخری ہفتہ اور پہلا ہفتہ کسی نہ کسی قسم کی مصروفیت اور تفریح و تماشا کا ہفتہ ہوتا ہے لیکن ہم ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف ہندوستان کی وسیع فضا میں دیکھنا چاہتے ہیں اور اپنے ناظرین کو دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ یہاں آسمان کے نیچے اس آخری ہفتہ میں

کیا ہو رہا ہے

دسمبر کے آخری ہفتہ کا نام اخباری دنیا میں کہیں کرسمس ویک اور کہیں کانفرنسوں اور کانگرسوں کا ہفتہ رکھا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈالیوں کا ہفتہ بھی کرسمس ویک نام کی وجہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس ہفتہ میں عیسائیوں کے معتقدات کے موافق ۲۵ دسمبر کا وہ دن ہے جبکہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں یوسف نجار کے گھر میں یسوع نام ایک بچہ پیدا ہوا۔ جسکی بابت عیسائی بااستثناء بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ باوجودیکہ معمولی بچوں کی طرح پیدا ہوا تھا۔ اور پورے نو مہینے تک اپنی ضعیفہ والدہ کے پیٹ میں معمول کے موافق خون حیض سے پرورش پاتا رہا اور عام بچوں کی طرح پیشاب ہی کی راہ سے پیدا ہوا۔ لیکن اسپر بھی وہ آدم زاد ہی نہ تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا نعوذ باللہ من ذالک

تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ

اور اسدن کو یسوع بلکہ خدا کا میلادی دن سمجھکر بڑی عظمت اور شان کا دن قرار دیتے ہیں اور عام اصطلاح میں وہ بڑا دن مشہور ہو گیا ہے۔ حالانکہ عام طور پر وہ بڑا دن نہیں ہوتا بلکہ ۲۱ دسمبر کی رات بڑی سے بڑی رات ہوتی ہے اور ٹھیک سے بڑا دن ۲۱ جون کو ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک دجل ہے اور نصرانی ہتھکنڈوں کا شمہ کہ عام لوگوں میں اس دن کی عظمت کو قائم کرنے کے لیے اسدن کا نام بڑا دن رکھا ہے۔ اور اب بچہ بچہ بھی جانتا ہے کہ ۲۵ دسمبر کو بڑا دن ہے

اگر یہ بات سچ ہے کہ بیت اللحم کی کسی چرنی میں پیدا ہونے والا بچہ جس کا نام یسوع رکھا گیا تھا اُسکی یادگار اور عظمت کے لیے اسدن جلسے کیے جاتے ہیں اور اسدن کو مقدس اور مبارک کہا جاتا ہے تو

لاریب

یہ خطرناک غلطی اور جہالت ہے جو ملک اور دنیا میں پھیل رہی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہونا چاہیے اور ہمارا ایمان تو ہے کہ وہ وقت آگیا کہ جب اس مردہ پرستی اور مردم پرستی کے اعتقادوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور

دنیا میں ایک اور صرف ایک ہی خدا کی پرستش ہو گی اور مردم د

وہ مردار پرست قوموں اور لوگوں کے مذہب گمنام سمجھے جائیں گے

حقیقت میں اس سے بڑھ کر کوئی درد کا مقام نہیں ہو سکتا کہ ایک عاجز آدم زاد کو (جو پیشاب و پاخانہ کی معمولی ضرورتوں کا اسی حد تک محتاج ہے جیسے دوسرے انسان اور عام حیوان) خدا یا پسر خدا بنایا جاوے اور ایک مشت خاک کو جسکو ساری عمر سر دھرنے کی بھی جگہ نہ ملی ہو اور جو لومڑ اور ہوائی پرندوں کے بسیروں پر رشک کرتا رہا ہو رب العالمین سمجھا جاوے۔

وہ دن بڑا ہی منحوس اور تاریک سمجھا جانا چاہیے جس دن کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جو دنیا میں اپنی عبودیت کے مقام کو چھوڑ کر حی و قیوم خدا کے عرش پر بیٹھنے کا مدعی ہو۔

چونکہ مردم پرستی نہیں بلکہ مردہ پرستی (جو موجودہ اعتقاد کے لحاظ سے) ساری تاریکیوں اور ضلالتوں کا مجموعہ ہے اور خدا تعالیٰ کی معرفت سے بے نصیب رکھنے اور نجات کی حقیقی راہ سے دور پھینک دینے کا باعث ہے

پس

اس حیثیت اور لحاظ سے ۲۵ دسمبر کا دن گو کتنا ہی بڑا دن اور مبارک قرار دیا جاوے لیکن نفس الامر میں یہ دن بہت ہی منحوس اور قوم اور ملک کے لیے تاریک دن ہے۔ پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ دن جلسے منانے اور خوشیاں کرنے کے لیے کیوں مخصوص کیا جاتا ہے۔ اس قوم کی بدقسمتی اور کم فہمی پر رونا چاہیے جو ماتم کے مقام پر خوشی کا اظہار کرے یہ دن تو رونے اور روحانی خرابی کا دن ہونا چاہیے تھا اور کوشش متفقہ ہونی چاہیے تھی کہ اس دن کو بھلا دیا جاتا اور کوئی جاننے والا نہ رہتا کہ اس دن عاجز و ناتوان ابن آدم ہو کر خدا بننے والا پیدا ہوا تھا۔

مگر

افسوس اور رنج کی جگہ ہے کہ ایک قوم ہے جو اپنے ماتم کدہ میں ہنستی ہے اور اپنی جہالت کی داستانیں اور گمراہی کو ہدایت تصور کرتی ہے وہ روحانی طور پر مرچکی ہے مگر اپنا شمار زندوں میں کرتی ہے۔ قعر ضلالت میں گری ہوئی ہے مگر کہتی ہے کہ روشنی کے بلند مینار پر کھڑی ہوں حق و حکمت سے محض ناواقف اپنے فلاسفر اور ذی علم ہونے کی مدعی ہے۔

آہ! آہ!! آہ!!!

لیکن اے سننے والو! سنو! اور اے سوچنے والو! سوچو! اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا اور حقیقی نور ہے وہ چمکے گا۔ اور آخر اس ظلم عظیم کا نام مٹ جاوے گا جو ایک عاجز انسان کو خدا بنانے کی صورت میں روا رکھا گیا ہے۔

یاد رکھو

انسان خدا کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور ایک ناچیز قطرہ خدا تعالیٰ کے ارادوں کو رد کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔ فانی آدم زاد کے منصوبے اسکی تدبیریں اور حیلے الٰہی تجلیات کے سامنے ایک طرفۃ العین کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتے۔

ہاں

تو کرسمس ویک کا پہلا دن ۲۵ دسمبر سے شروع ہوتا ہے اور کانفرنسوں یا کانگرسوں کا ہفتہ بھی اسی وجہ سے مشہور ہوا ہے کہ اس تقریب پر ایک ہفتہ یا کم و بیش عشرہ کی تعطیل ہوتی ہے اور اس تعطیل سے ملک کے بہی خواہ کہلانے کے خواہشمند اور قومی درد سے متاثر دل رکھنے کے مدعی اپنی قومی اور ملکی حالتوں پر نوحہ خوانی کرنے اور یادِ رفتگاں کے لیے اس ہفتہ کو مختلف مقامات پر اجتماع اور جلسے کرتے ہیں اور چونکہ یہ جلسے کثرت سے ہوتے ہیں اس لیے یہ ہفتہ کانفرنس کے ہفتہ کے نام سے بھی مشہور ہو گیا ہے۔ ہم کوشش کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو ہم اپنے ناظرین کو ہندوستان کے بڑے بڑے قومی اور ملکی مجمعوں اور مذہبی اور دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں لے جائیں گے اور انہیں دکھائیں گے کہ ریفارمشن کی سٹیج (میدان ونبر اصلاح) پر کیا کیا تماشے ہو رہے ہیں اور اہل نظر ان سے کیا سبق سیکھتے ہیں۔ ہمارا کام صرف ان نظاروں کا دکھا دینا ہے اور ان سے سبق لینا یا مفید نتائج اخذ کرنا یہ پبلک اور دیکھنے والوں کا کام ہوگا۔ ہاں ہم ان جلسوں اور مجمعوں سے کیا سیکھتے اور سمجھتے ہیں اس کو ہم اپنی جگہ ظاہر کریں گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ کوئی ان سے متفق ہو یا مخالف کیونکہ وہ ہماری ذاتی رائے ہے جس کے لیے ہم آپ ذمہ دار ہیں۔

ان قومی یا ملکی مجمعوں اور جلسوں میں نظر ڈالنے سے پیشتر مناسب اور موزوں معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم انکو ان مجمعوں اور جلسوں میں لے جائیں جو خصوصیت کے ساتھ ان ایام کے ساتھ مختص ہیں یا یوں کہیں کہ مذہبی پابندیوں اور ہدایتوں کی بنا پر یہ دن مخصوص ہیں

معزز ناظرین!

ان جلسوں کے دیکھنے کے لیے آپکو کسی گرجا یا مشن کمپونڈ کا نظارہ کرنا چاہیے اور یسوع پرستی کی ہیکلوں میں جانا ہوگا + اس قوم کے در و دیوار ساز و سامان۔ مذاکرے اخبارات پر ایک نظر کرنی ہوگی جو عیسائی یا مسیحی کہلاتے ہیں اور جن کا موزوں نام یسوعی ہونا چاہیے

چونکہ یہ سیر اخبار کی سیر ہے کے ذریعہ سے ہو اس لیے ہم پہلے ان یسوعی قوموں کے اخبارات ہی کو اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ اور سامنے ہے ۳۲ سال کے پرانے اخبار نور افشاں (جس کا مرادی نام نار افشاں ہونا چاہیے) کو لیتے ہیں اس کا پہلا صفحہ بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا ہے اور ایک چرانی کی سی تصویر کے دو گوشوں سے آفتاب کا طلوع دکھایا گیا ہے جس کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے لیکر اسکے غروب تک خداوند کا نام ممدوح ہوگا زبور ۱۱۳ : ۳ اور اس کے بیچ میں ایک ارغنی دائرہ میں

> ۲۵ دسمبر
> آج تمھارے لیے ایک نجات دینے والا پیدا ہوا جو مسیح خداوند ہے"
> (لوقا ۲)

اور اس دائرہ کے نیچے ایک طرف کھجور کا درخت بنا کر اس کے اوپر یہ لکھا ہے۔

تم پر جو میرے نام سے ڈرتے ہو آفتاب صداقت طلوع ہوگا اور اسکے پنکھوں میں شفا ہوگی (ملاکی ۴ : ۲)

اور دوسری طرف کھجور کے اوپر " ان لوگوں نے جو بڑے اندھیرے میں بیٹھے تھے بڑی روشنی دیکھی اور ان پر جو موت کے ملک کے سایہ میں بیٹھے تھے نور چمکا (متی ۴ : ۱۶) لکھا ہے اور پھر ان کھجوروں کے درمیان کرسمس ڈے کی مبارکباد کے نیچے

دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام عمانوایل رکھے گی (یسعیاہ ۷ : ۱۴)

اور ایسا ہوا کہ جب وے بیت اللحم میں تھے اُس کے جننے کے دن پورے ہوئے اور اپنا پہلوٹھا بیٹا جنی۔
(لوقا ۲ : ۶ و ۷)

یہ آیات اور فقرے بائبل سے کوٹ کر کے لکھے ہیں۔ ہم ان آیات اور فقرات پر ایک ریویو کرنا چاہتے ہیں اور دکھانا چاہتے ہیں کہ ان آیات اور نشانات کا کیا مفہوم ہے اور یہ کس حد تک معقول اور درست ہیں

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

شریف مکہ کی سخت گیریوں اور دست درازیوں پر ہندوستان کے بعض اخبارات میں طویل مضامین لکھے گئے تھے اور اب انہیں اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی اخبارات کی تقسیم شریف مکہ نے تا معظم میں محض اسوجہ سے بند کر دی ہے کہ انہیں کی دست درازیوں کی شکایت چھپی رہتی ہیں۔ یہ کسقدر اخلاقی جرأت کی کمزوری ہے کہ شریف مکہ کو اپنے معاملات کو روز روشن میں لانے کی برداشت نہیں

حضرت حکیم الامت کے مکتوبات

جانِ من۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ تمھارے فرحت بخش خط میں اب تک تکدر معلوم ہوتا ہے۔ میں تمھارا دعا گو آگے عذر کر چکا ہوں۔ مگر میری بدقسمتی سے پورا نہ ہوا۔ انچھا اب بھی۔ فصل الخطاب کو ایک بار اچھی طرح پڑھ لو۔ اور قرآن کریم بہت پڑھو اور نماز باجماعت ادا کیا کرو تاکید ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ دو مہینے تک قادیان بیعت کے واسطے جاؤں گا۔ تیرا سچا دعا گو نور الدین ۱۱ ماگھ یکم فروری ۱۸۸۹ء

عزیز من السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تمھارے دوست و محب نے لودھیانہ میں دوسری شادی کر لی مبارک ہو۔

حضرت مرزا صاحب قادیان سے یہاں لودھیانہ رونق افروز ہیں۔ اور ۲۰ مارچ کے جلسہ بیعت ان شاء اللہ تعالیٰ یہ خاکسار بھی شریک ہوگا۔ کل حضرت امام الوقت مرزا صاحب کو عرضی لکھ دی ہے جواب پر مفصل عرض ہوگا۔ ۵ مارچ ۱۸۸۹ء

ارشد ارجمند حفظک اللہ و سلم۔ بھلا خفگی کی کوئی وجہ بھی۔ بھلا اسقدر فراموشی آپ کے اور میرے للٰہی محبت کے درمیان جائز ہے۔ پیارے عزیز۔ میرا اور آپ کا تعلق روحانی ہے قابل انقطاع نہیں۔ آگے تم جانو۔ سنا و اشاعت قرآن شریف اور حدیث میں اب آپ کسقدر ساعی ہیں۔ والسلام

ارشد ارجمند حفظک اللہ و سلم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مدت کے بعد تمھارا فرحت نامہ بھیرہ دور کو پہونچا۔ پیارے عزیز بھی کوئی عذر ہے۔ کیا ڈاک خرچ بند ہوگئی ہے۔ ایسا نہ کرو۔ گاہے گاہے اپنے حالات سے خوشوقت رکھا کرو۔ پیارے صدیق حفظہ اللہ و سلم اور عزیزہ خدیجہ کا صدمہ تعجب کو نصیحت تھی۔ انکو واجب ہے کہ نواہی الٰہی پر دھیان کریں۔ آیندہ معاصی سے اجتناب رہے کبھی کبھی مسائل کی چھیڑ چھاڑ خطوں میں ضرور ہوا کرے اس میں دینی مسائل محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام ۲۲ اپریل از جموں

خاری ترم کہ تازہ زبانی بریدہ اند
محروم بوستانم مردہ ۱۰ اشتم

عزیز ارشد ارجمند حفظک اللہ و سلم گو کہ راحت جان و آرام روح ہر دوان مولیسم بہتر است کہ برائے آیندہ اخی فی اللہ و حبی

از قلم نوشتہ بالشم
بدانند کہ صدیق کی ہمشیرہ نے صحت پائی۔ مُلہم مبارک دیتا ہوں۔

شیطان کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے **یجری من الانسان مجری الدم** یعنی جیسے خون بدن میں چلتا ہے۔ ویسا ہی شیطان بھی۔ اور شیطان کو باری تعالے نے فرمایا ہے **کان من الجن**۔ پس جن کا جسم انسانی میں حلول کرنا ثابت ہوگیا۔ اب رہی یہ بات کہ جن کیا چیز ہے یہ علحدہ مسئلہ ہے اگر پوچھیے تو لکھوں گا۔ اعمال سے جن قبضہ میں آتے ہیں یا نہیں۔ جس چیز کا نام جن شرع میں ہے وہ تابع ہو سکتے ہیں سلیمان علیہ السلام کا قصہ قرآن شریف میں دیکھو **ومن الشیاطین من یغوصون له**۔

وطن کے واسطے دل تڑپتا ہے۔ الآ شامت اعمال ہماری سرکار نے لاچار کر دیا حیران ہوں۔ کشمیر کا سفر معلوم نہیں ہوتا محمد صدیق محمد ظہور الدین کو السلام علیکم حافظ کے واسطے منقریب تدبیر کرتا ہوں بخدمت میاں غلام حسین صاحب و حافظ احمد یار صاحب السلام علیکم۔
مرجون از مجبور۔

بنام حافظ احمد یار صاحب

احمد اند جان احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسم وحید

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یاتی من بعدی اسمه احمد سے مراد ہمارے سید و مولی ہادی کامل خاتم النبیین رسول رب العالمین محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہی امر حق ہے حکیم فضل الدین صاحب نے اگر اسکے خلاف کہا ہے تو غلط اور بالکل غلط کہا ہے۔ ہاں اگر ایک احمد علیہ الصلوۃ والسلام کا خادم اپنی خدمت کے لحاظ سے اور غلامی کی راہ سے فرماوے کہ میں بلحاظ کامل محبت اور سچی خدمت کے شاہی احمد ہوں۔ بلکہ اُس کا مولے اور خالق جل شانہ ارشاد فرماوے کہ تو تو احمد ہے تو یہ امر دیگر ہے۔ اسی کارڈ کے اوپر جو شعر لکھا ہے اُس پر غور کرو حضرت مرزا جی کا فرمایا ہوا ہے۔

نوٹ حافظ صاحب کے اس سوال کے جواب میں کہ اس آیت میں احمد سے مراد جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں یا اس سے صرف جناب امام صادق مہدی زمان علیہ الصلوۃ والسلام مراد ہیں یہ جواب حضرت حکیم الامۃ سلمہ ربہ کی جانب سے دیا گیا تھا۔
عاجز اللہ داد۔ کلرک شاہ پور

برادرم حفظک اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونا تعظیم کے خلاف ہے۔ اور قرآن شریف میں وارد ہے **ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب** اور بیت اللہ سے بڑھ کر کونسی چیز ہوگی جو شعائر اللہ میں داخل ہو۔

پس خوردہ عورت اجنبیہ کا مرد اجنبی کو اور مرد اجنبی کا عورت اجنبیہ کو کھانا جائز ہے۔ اس میں جب تک کوئی دلیل نہیں ہے۔ تو اباحت اصلیہ اسکے جواز کی دلیل ہے۔

الحمد شریف بدستور سابق غور سے بہت پڑھا کرو۔ ان شاء اللہ تعالے بہت فائدہ ہوگا۔ اور جو وصیت تم نے لکھی ہے۔ بہت ٹھیک ہے۔ اس میں کوئی بات خلاف شرع معلوم نہیں ہوتی۔ ایسی وصیت لکھکر ہمیشہ اپنے پاس رکھنی چاہیے حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔

اور میرے صدمہ کی بابت آپنے سنا ہوگا۔ دعا کیجیے آیندہ کے واسطے خداوند تعالے رحم فرماوے۔ آمین اور میرے بھائیوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے آمین

امیر کابل ملاؤں کا محکوم ہے

اخوندزادہ حضرت مولانا مولوی سید عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر لکھتے وقت ہم نے امیر کابل کو ملاؤں کا محکوم اسیر لکھا تھا۔ امیر کے ملاؤں کے محکوم ہونے کی ایک اور تازہ خبر پہونچی ہے جو پایونیر اور دوسرے اخبارات میں شائع ہو گئی ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے اپنے پایہ تخت میں جو بیت العلوم مغربی علوم کی تعلیم کے لیے جاری کرنا چاہتا تھا اور جس کے واسطے انجمن حمایت الاسلام لاہور کے توسط سے پروفیسر بہم پہونچائے گئے تھے اس بیت العلوم کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ وجہ وہی ملاؤں کی حکومت جلوہ مسلمانوں کو کفار کی زبان کے سیکھنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس قسم کے واقعات صاحبزادہ صاحب کی شہادت کے پر پوری روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور ملاؤں کے وسیع اقتدار کا اظہار کر رہے ہیں جو امیر پر انکا ہے اور جہاد کے متعلق جو پالیسی وہاں کے ملاؤں کی ہے اس پہلو کو واضح کر رہے ہیں۔ ہم تفصیلی طور پر لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر ضرورت ہوئی۔ ان شاء اللہ تعالے۔

یک نشد دو شد

لاہور کے آریہ گزٹ نے ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۰۴ء میں بحوالہ سماچار لکھا ہے کہ کابل کی ... مرزا قادیانی کے دو مرید کو بڑی اذیت سے ہلاک ... اخبار وہاں عام ہو رہی ہے مگر پنجاب سماچار کا سعودی ... ہوا ہے گریہ افسوسناک خبر سنا ہے کہ آجکل امیر ...

حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے

خطبات

---

۸ رجنوری سنہ ۱۹۰۴ء کو مولانا موصوف نے ایک مختصر مگر نہایت ہی ضروری خطبہ پڑھا جسکو ہم اپنے الفاظ اور طرز پر بطور حاصل المطلب درج کرتے ہیں۔
(ایڈیٹر)

واعظ موت

اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں سب سے زیادہ تاکید تقوے کے لیے کی ہے؟ اللہ تعالے کا خوف رکھنا اور ہر وقت اللہ تعالے کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا اسی کو اپنی ڈھال (سپر) بنانا تقویٰ کے معنے ہیں ہر حال میں اللہ تعالے ہی کو مد نظر رکھنا قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور غرض ہے قرآن شریف کے اہم سیپاروں میں جس قدر تاکید **تقوی اللہ** کے متعلق کی گئی ہے اور کسی چیز کے لیے نہیں اور حقیقت میں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ ہی ساری نیکیوں کی کلید ہے) سب نیکیوں کی جڑ اور مفتاح یہی تقویٰ ہے۔ جس میں تقوی نہیں وہ جو چاہے سو کرے۔ لیکن ایک خوف خدا سے ساری نیکیاں ہو سکتی ہیں اور انسان بدیوں سے بچ جاتا ہے پس سنو! اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اسنے کل کے واسطے کیا آگے بھیجا ہے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جامع بات پوچھی آپ نے فرمایا کہ **موت کو یاد رکھو** مگر اس شخص نے سمجھا کہ یہ تو معمولی سی بات ہے شاید میں پھر پوچھوں تو کوئی اور بات بتائیں چنانچہ اُسنے پھر پوچھا اور آپ نے پھر وہی جواب دیا اور تین مرتبہ ایسا ہی ہوا کہ وہ پوچھتا تھا اور آپ فرماتے تھے کہ موت کو یاد رکھو۔

حقیقت میں جس شخص کو موت نصیحت دینے والی نہیں ہے اُس کو کوئی ہادی بھی ہدایت نہیں کر سکتا۔ آج موت کا بازار خوب گرم ہے اور ایسا گرم ہے کہ ایسی عام موت کبھی نہیں ہوئی۔ اور ضروری یہی تھا کہ موت اسی طرح پر واقع ہوتی۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کی تمام کتابوں میں اور کل نبیوں اور راستبازوں کی زبانوں پر **مسیح موعود** کے زمانہ کا یہ نشان رکھا گیا تھا۔ کہ جب دنیا اس حد تک گر جائے گی اور فسق و فجور اور محرمات کیطرف دنیا میلان کر جاوے گی اس آخری زمانہ میں جو مسیح موعود کا زمانہ ہوگا **مری یا طاعون** پھیلے گی خدا تعالے کی کتاب مجید میں بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ملفوظات میں بھی ایسا ہی ہے۔ اور تمام نبی تورات میں یہی پیشگوئی کرتے چلے آئے ہیں کہ آخری زمانہ میں طاعون کے ذریعہ **موت** پھیلے گی۔

اب دیکھو کہ یہ پیشگوئی کیسی پوری ہوئی ہے سیکڑوں گاؤں اس سے ہلاک ہو چکے ہیں اور ابھی تک کسی مادی آدمی اور ڈاکٹر کو اسکے علاج میں کامیابی نہیں ہوئی اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کا دورہ کب ختم ہوگا۔ تمام ڈاکٹروں نے اپنے ہتھیار پھینکدیے ہیں گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ خرچ کیا مگر آخر الگ ہونا پڑا۔ کئی لاکھ روپے کے خرچ سے ٹیکہ کے لیے ڈاکٹر بلائے۔ آخر اعتراف کرنا پڑا کہ کوئی علاج نہیں ہے۔ بیشک اسکا علاج کیسے ہو جبکہ یہ **رِجْزٌ مِّنَ السَّمَاءِ** ہے جاری چیز کا جو قہر الٰہی کی صورت میں آئی ہو زمینی **علاجوں** سے کیا ہو سکتا ہے؟ اسوقت بڑا ہی سنگ دل اور شقی ہے وہ شخص جو اس **نذیر** سے فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ یہ بالکل سچ ہے جس کے لیے موت نہ ہادی اور واعظ نہیں ہے اور کوئی چیز اسکے ڈانٹنے والی نہیں ہو سکتی۔ دیکھا گیا ہے کہ جہاں ایک مرتبہ طاعون کا حملہ ہوا۔ بار دیگر پھر وہاں اس کا حملہ ہوا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اسکا حملہ کب تک رہے مگر خدا تعالے کی وحی میں صاف لکھا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

یعنی اللہ تعالے اس طاعون کو نہیں اُٹھائے گا جب تک کہ دنیا اپنی حالت کی اصلاح نہ کریگی۔ بہت سے سنگدل اور ملکوں میں اس نظارہ کو دیکھتے ہیں کہ دنیا ہلاک ہو رہی ہے مگر وہ اس نظارہ سے کوئی عبرت نہیں لیتے اور نہیں ڈرتے کہ یہ انکے لیے نذیر ہے۔ شاید وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ خود ہی اسکا لقمہ بن جاویں مگر یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالے کی اس بولنے والی کتاب سے عبرت نہیں پکڑتا اور سبق نہیں لیتا وہ خود دوسروں کے واسطے نمونہ کیا ہوگا۔

پس تقوے اختیار کرو یعنی اللہ تعالی کی صفات کا حیا کرو۔ اگر ایک شخص اسبات پر ایمان لاتا ہے کہ اللہ تعالے آنکھ کی خیانت کو جانتا ہے اور دل کی نہاں در نہاں خیانتوں کو جانتا ہے اگر وہ اللہ تعالے کی علیم خبیر لطیف صفت پر ایمان لاتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اسکے سامنے کھلی بیحیائیاں کرتا ہے اس طرح سے

اگر وہ اس صفت پر ایمان ہے اور رزاق ذوالقوۃ المتین پر ایمان لاتا ہے تو کیوں رشوت اور دوسرے ناجائز ذریعوں سے رزق کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے؟ غرض خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو مان کر ان سے مناسبت پیدا کرنی چاہیے یہی اصل تقویٰ ہے۔ اور یہی تقوے کی تعریف ہے۔ متقی کے لیے خدا تعالیٰ کی کتاب میں عجیب عجیب وعدے ہیں یحب المتقین اور ولی المتقین اس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کا دوست اور ولی ہوتا ہے۔ متقی کیلیے فرمایا ہے مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا جو متقی بنتا ہے اگر وہ کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو اسے خواہ کیسی ہی راہ اور روک ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے راہ بنا دیتا ہے اور اسکے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ موجود ہے۔ تمام فاسق فاجر دشمنوں کے مقابلہ میں امام المتقین اور اسوۃ المتقین کو اللہ تعالیٰ نے بچا کر دکھایا۔ وہ خوفناک گھڑی جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احاطہ کر لیا کیسی خوفناک گھڑی تھی اور کوئی راہ نکلنے کی بظاہر موجود نہ تھی اس وقت کوئی حشم و خدم ساتھ نہ تھے جو دشمن کا مقابلہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے امام المتقین کو کیسے بچایا کہ دشمنوں کو اندھا کر کے نکل گئے + اسی طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو۔ آپ کی پاک شریعت کے خادم آپ ہی کے غلام مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی راہ میں کیسے گڑھے کھودے گئے۔ جان اور مال اور آبرو کے مقدمے بنائے گئے دشمنوں نے کیا کیا منصوبے اور مکیدہ انکے خلاف کیے۔ آریوں۔ سکھوں برہموؤں۔ عیسائیوں۔ اور مسلمانوں نے جدا جدا اور مل ملکر اسکے استیصال کی کوشش کی مگر آخر خدا تعالیٰ نے انکو اپنے مقصودوں میں نامراد کیا آج بھی دشمن اسکے خلاف ہوئے ہیں مگر انجام بتادے گا کہ خدا کی نصرت کس کے ساتھ ہے

غرض

ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ متقی بنے کیونکہ تمام نصرتیں اور تائیدیں متقی ہی کو ملتی ہیں اسی چاہیے کہ وہ شہداء علی الناس ہو اور اپنے پاک نمونہ سے دوسروں پر حجت قائم کرے۔ دیکھو منکروں کا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے مگر ماننے والوں پر حجت پوری ہو چکی ہے انھوں نے نشان دیکھ لیے ہیں اور اب بھی اگر وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کوئی بدکاری کرتے ہیں تو وہ خدا سے استہزا کرتے ہیں پس اس سے ڈرو اور ہمیشہ موت کو سامنے رکھکر خدا سے حیا کرتے رہو۔ تاکہ تم دنیا کے لیے نمونہ اور شہداء علی الناس ہو جاؤ۔

ضرورت نکاح

بابو نظام شاہ صاحب سٹیشن ماسٹر جگراؤں ضلع کوہاٹ کی صاحبزادی اہلیہ حافظ محمد قاری صاحب جہلمی کی دختر فوت ہو گئی ہے اب بابو صاحب اپنی لڑکی کی دوسری شادی کرنی چاہتے ہیں بابو صاحب کا لڑکا حسب خواہ عمر بیس برس کا ہے خوش شکل خوش خلق جوان انٹرینس پاس ہے جو صاحب ایسا تعلق پیدا کرنے کے خواہشمند ہوں بابو صاحب سے خط و کتابت کریں یا ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعداء نزلہ اور زکام کی وجہ سے ناساز رہی جمعہ کو آپ نے بعد نماز جمعہ بعض نئے آئے ہوئے خدام سے ملاقات فرمائی۔ خصوصیت کے ساتھ اس ملاقات کا شرف ہمارے محترم مخدوم عالیجناب نواب محمد علیخان صاحب کے بڑے بھائی جناب نواب حسن علیخان صاحب اور ریاست کوٹلہ کے مشیر اعلیٰ میر محمد یمین صاحب کو بھی حاصل ہوا۔ نواب صاحب اور میر صاحب نے حضرت حجۃ اللہ سے کیا باتیں کیں اور اعلیٰ حضرت نے کیا فرمایا اسکے لیے ناظرین کسی دوسری اشاعت کا انتظار کریں

۲۔ بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور فاضل سیالکوٹی اور فاضل امروہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ اور خدمت دین میں مصروف اول الذکر بزرگان رسالہ ترک اسلام کے جواب کے مسودوں اور کاپیوں اور پروفوں کی اصلاح و نظر ثانی میں علاوہ دیگر مستقل خدمات دین کے لگے ہوئے ہیں اور فاضل امروہی نے سر الشہادتین ایک چھوٹا سا لطیف رسالہ لکھا ہے جو الحکم میں بہت جلد طبع ہوگا صاحبزادہ صاحب پیر سراج الحق صاحب نعمانی کا رسالہ طیار ہے وفات مسیح پر بنی بحث ہے جو دیکھنے کے قابل ہے قیمت ۱؎ علاوہ محصول پیر صاحب سے طلب کرنا چاہیے۔

۳۔ علاقہ آبہ۔ گریام۔ راہوں۔ منگیر اور کئی دیگر مقامات سے خدام آکر بہرہ اندوز سعادت ہو رہے ہیں

۴۔ کسی قدر بارش ہو گئی ہے جسکی وجہ سے موسم میں زیادہ سردی کی چمک پیدا ہو گئی ہے

دارالامان کی مقامی ضرورتیں

الحمدللہ ڈاک خانہ کا انتظام ڈاک کی روانگی اور رسیدگی کے متعلق خاطر خواہ ہو گیا ہے لیکن ہمکو یہ شکایت ضرور ہے کہ مقررہ وقت پر جو ظاہر کیا گیا ہے ڈاک قادیان پہنچتی نہیں ہے جس کی وجہ سے ڈاک کی روانگی میں بھی دیر کا ہو جانا قرین قیاس ہے۔

امید ہے کہ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر اس فروگذاشت کے رفع کرنے میں سعی فرمائینگے علاوہ بریں ابھی تک ایک نقص اور باقی ہے کہ ریل ۲۰ کے نام تھیلی طیار ہونے کی وجہ سے صبح تک ڈاک کو بٹالہ انتظار کرنا پڑتا ہے؟ اور یہ نقص رفع نہیں ہو سکتا جبتک کہ تھیلی بٹالے نام نہ بنائے جاویں اور سے مستثنیٰ ہیں ڈاک نہ جائے۔ غالباً اس ضرورت اور تکلیف کو صاحب سپرنٹنڈنٹ جیسا بیدار مغز آدمی پہلے ہی سے محسوس کر چکا ہوگا اور اگر ابھی تک خیال نہیں آیا تو اب خیال فرما کر اسکو رفع کرے۔

وہی قادیان کی سڑک کا جھگڑا

۷ جنوری ۱۹۰۴ء کو جناب لالہ موتی رام صاحب تحصیلدار بٹالہ۔ قادیان تشریف لائے اور ۸ جنوری کو آگے تشریف لے گئے۔ آپکو قادیان کی صفائی وغیرہ ضروریات پر خصوصیت کے ساتھ توجہ ہے چنانچہ آپ نے پھر قادیان کو نوٹیفائڈ ایریا قرار دینے کے متعلق تحریک کرنی چاہی ہے اور قادیان اور بٹالہ والی سڑک کے متعلق بھی آپ نے مناسب ایکشن لینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے۔ اگر صاحب موصوف اس امر پر زیادہ توجہ کریں تو یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ یہ سڑک خصوصاً وہ حصہ جو سڑک سے الگ ہو کر قادیان تک آتا ہے نہایت ہی خطرناک حالت میں ہے۔ رات میں زمیندار لوگ بند نہ مار کر اسکو اور بھی مخدوش بنا دیا ہے۔ تحصیلدار صاحب نے ایک باتوں کے بیانات بھی اس کے متعلق لیے ہیں اور پوری توجہ کرنی چاہی ہے جس سے ہمکو امید ہو چلی ہے کہ اب ہماری شنوائی ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ۔ قادیان میں جن صاحبوں کی روڑیاں متعلق شہر پڑی ہیں انکو اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے بصورت ثانی ان کے مناسب تدارک کا حکم ہے +

غرض تحصیلدار صاحب کو اپنے علاقہ کی ہر طرح بہتری اور بھلائی کا خیال ہے۔ چونکہ آپ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور محنت کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کسی قسم کا ذاتی یا مذہبی تعصب آپ میں نہیں اسلیے ہندو اور مسلمان دونوں آپ کو عزت اور پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

ایک برہما انسپکٹر پولیس اور مرزا صاحب قادیانی

پنجہ فولاد میں مندرجہ ذیل مراسلت عنوان بالا چھپی ہے جو مولوی عبدالسلام رفیقی حال وارد رنگون نے اخبار مذکور کو بھیجی ہے

وہو ہذا

میں سیر کو جا رہا تھا کہ ایک برہما انسپکٹر پولیس سے ملاقات ہوئی۔ اگرچہ میں برہما زبان سے بالکل ناواقف ہوں۔ مگر وہ انسپکٹر صاحب کچھ اردو جانتے تھے اور انگریزی اعلیٰ درجہ کی۔ میں انکے برعکس اردو بھی جانتا ہوں اور انگریزی کم۔ خیر جس طرح ہو سکا ہم نے آپس میں گفتگو شروع کی۔ انسپکٹر صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے بھی آباؤ اجداد اصل میں برہما کے رہنے والے ہیں۔ یہاں آکر انھوں نے شادیاں کیں ہم پیدا ہوئے اور ہم برخلاف اپنے اجداد کے برہما کے برہما رہے۔ میرے مختلف سوالات کے جواب میں انھوں نے ذیل کی باتیں کہیں۔ اگر ہم اس لباس (برہما) کو چھوڑ دیں اور اپنا نام اس پر نہ رکھیں۔ تو ہمکو اس لائق نہیں لیا جاتا۔

میں مرزا صاحب قادیانی کے خیالات کو بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے انکی بعض تصانیف دیکھی تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضرور کوئی چیز ہے۔

میں نے اب پنشن لے لی ہے لڑکوں کو جو لائق ہیں آرام سے ہیں۔ ایک کے لیے خیال ہے کہ اسے ولایت بھیجا جائے۔ اس کے خرچ کی فکر کر جب میں اس کام سے فارغ ہو لونگا تو ضرور ایک مرتبہ قادیان جاؤں گا۔ اور مرزا صاحب کی زیارت کروں گا۔ وغیرہ وغیرہ

عبدالسلام رفیقی حال وارد رنگون۔

ہر آنکہ زاد بنا چار بایدش نوشید
ز جام دہر مے کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ

الحکم کے یوم اجرا کے خریداروں میں سے ہمارے مکرم مخدوم منشی محمد خان صاحب افسر بگی خانہ کپورتھلہ بھی تھے جنھوں نے سال رواں کے پہلے ہی ہفتہ میں اس جہان فانی سے دار البقا کو کوچ کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

منشی محمد خان صاحب مرحوم حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ محبت اور اخلاص کی عشق کا رنگ اختیار کر چکا تھا۔

خانصاحب موصوف کے متعلق ہمکو اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں خود اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کے متعلق ایک موقع پر لکھا ہے

"حبی فی اللہ میاں محمد خان صاحب ریاست کپورتھلہ میں نوکر ہیں نہایت درجہ کے غریب طبع صاف باطن دقیق فہم حق پسند ہیں اور جس قدر انھیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت و نیک ظن ہے میں اسکا اندازہ نہیں کر سکتا مجھے ان کی نسبت یہ تردد نہیں کہ ان کی اس درجہ ارادت میں کبھی کچھ خلل پیدا ہو بلکہ یہ اندیشہ ہے کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے وہ سچے وفادار اور جاں نثار اور مستقیم الاحوال ہیں خدا ان کے ساتھ ہو آمین۔"

وہ سارٹیفکیٹ ہے جو خانصاحب ممدوح کو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ جری اللہ فی حُلَلِ الانبیاء نے دیا ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ آخری دم تک انہوں نے اپنے آپ کو اسکا مستحق ثابت کیا۔

خان صاحب کئی مہینے سے بیمار تھے اور دن بدن ان کا مرض الموت ثابت ہوتا جاتا تھا آخر آخری پیام آ پہونچا اور خانصاحب صالحین کی موت رخصت ہوئے۔ اسمیں شک نہیں کہ خانصاحب مرحوم کی موت آخر بشری تقاضوں کے لحاظ سے انکے خاندان کو دوست و احباب اور ہمارے سلسلہ کے لیے ایک بجلی تھی لیکن یہ معلوم کرکے رنج جاتا رہتا ہے کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اور انکی موت مبارک موت تھی۔ خانصاحب ممدوح اپنے امتحان میں پورے اترے اور ہم ابھی جو اس کشتی میں سوار ہیں اپنی جگہ لرزاں اور ترساں ہیں۔ خدا کرے کہ ہمیں ایمان پر خاتمہ ہو۔

خانصاحب ممدوح کے آخری الفاظ یہ بتلائے گئے ہیں

ترک نفس۔ تقدیر۔ میں برداشت کرونگا۔ ایسا ہی ہونا تھا اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔

خان صاحب کی وفات سے انکے خاندان کو بیشک صدمہ پہونچا ہے لیکن چونکہ خان صاحب نے مرنے سے پہلے خود فرمایا کہ **خدا متقی کی اولاد کو ضائع نہیں کرتا** ہے اس برتر و مقتدر ہستی سے امید ہے کہ وہ ان کے خاندان کی خود ہی حفاظت اور پرورش فرمائے گا اور بجز اس کے ہے ہی کون جو اس کے عاجز بندوں کی دستگیری کرے

ہم **منشی عبد المجید خان صاحب** خانصاحب کے بڑے صاحبزادہ اور آپکے بھائی منشی سردار خان صاحب کو صبر [illegible] کہنے کی مزید ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ خدا کا شکر ہے وہ سب کے سب رضا بقضا پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں جسطرح انکا نیک باپ اور بھائی رکھتا تھا اور وہ سب کے سب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ پر پورا ایمان رکھنے والے ہیں۔ ہم قوم کی طرف سے تعزیت کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پس ماندوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود انکی جزا ہو۔ آمین۔

اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ نے ۶ر جنوری ۱۹۰۵ء کو خان صاحب کا جنازہ اپنی جماعت کو لیکر بعد نماز جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا اور دیر تک آپ دعا فرماتے رہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہماری احمدی جماعت جہاں جہاں ہے اپنے مغفور بھائی کا جنازہ پڑھے گی۔

اس کے بعد دو چار الفاظ ریاست کپورتھلہ کے ذمہ وار عہدہ داروں اور بگی خانہ کے اعلیٰ افسر کی خدمت میں بھی ہم عرض کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ خان صاحب ممدوح نے جس دیانت داری اور جفاکشی کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ان کے خاندان کے جائز حقوق کی حفاظت فرمائی جاوے۔ ہمیں یہ سنکر خوشی ہوئی ہے کہ بگی خانہ کے اعلیٰ افسر اور ریاست کے چیف سکرٹری صاحب نے منشی عبد المجید خان کے سر پر دست شفقت رکھا ہوا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے خانصاحب کے جنازہ کیلئے ایک قیمتی دوشالہ بھی بھیجا۔ ان کے جنازہ کے ساتھ ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ بتائی جاتی ہے غرض مرنے والا مر گیا اور اپنی بہت سی خوبیوں کو یادگار چھوڑ گیا۔

الحکم کے ساتھ انکو خاص محبت اور انس تھا اب بظاہر الحکم ان کے نام بند ہوتا ہے مگر ہم خانصاحب کے ساتھ آخری دم تک نباہنا چاہتے ہیں اور **اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے نام سے ایک اخبار مفت کسی ایسے شخص کو دیا جاوے گا جو الحکم سے محبت رکھتا ہے اور خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتا**

منشی عبد المجید خان اور ان کے چچا منشی سردار خان صاحب سے بھی ایک درخواست کرنا چاہتے ہیں کہ وہ محترم مرحوم کی یادگار اور ان کی روح کو ایصال ثواب کے لیے تعلیم الاسلام کالج کے لیے محمد خان سکالرشپ کے نام سے کوئی مستقل وظیفہ جو کسی مسکین یا یتیم کی تعلیم کے مصرف میں آسکے۔ — دن

ایک مشنری انگریز قادیان میں

۴ر جنوری ۱۹۰۵ء کی صبح کو گورے رنگ بھوری داڑھی اور نیلی آنکھوں والا ایک سادھو گیروے کپڑے پہنے ہوئے سر پر گیروی پگڑی باندھے ہوئے ننگے پاؤں پر موٹا دیسی جوتا پہنے ہوئے آنکھوں پر عینک چڑھائی ہوئی بائسکل پر سوار معہ ایک اور ساتھی جو لباس میں اسکا ہم رنگ اور دوسری بائسکل پر سوار تھا قادیان میں وارد ہوا۔ اور بیان کیا کہ میں مرزا صاحب کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں۔ لوگ اُسے مدرسہ تعلیم الاسلام کے مکانات کی طرف لے آئے جہاں ہیڈ ماسٹر مدرسہ مفتی محمد صادق صاحب نے انکی شکل اور لب و لہجہ سے معلوم کر کے کہ یہ ایک انگریز دیسی لباس میں ہے فوراً اس کے واسطے خاطر داری کے ساتھ آرام کی جگہ تیار کر کے اُسے اُتارا اور حالات دریافت کیے۔ معلوم ہوا کہ یہ صاحب ڈاکٹر پنل ہیں جو انگلستان کے باشندہ اور چرچ آف انگلینڈ کے مشنری ڈاکٹر ہیں گیارہ سال سے بنوں میں کام کرتے ہیں پشتو اور اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور اب فقیرانہ لباس میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے بزرگوں سے ملاقات کے ارادہ کے لیے اور جابجا وعظ کرنے کی نیت سے بنوں سے اپنا نکلنا ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چار ماہ کے عرصہ میں کلکتہ تک پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور یہاں تک بائسکل پر آئے ہیں اور آئندہ سفر بھی بائسکل پر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا ساتھی ایک نوجوان لڑکا تھا جسکو ڈاکٹر صاحب اپنا متبنیٰ بیٹا کہتے تھے اور ظاہر کرتے تھے کہ یہ مسلمان ہے۔ مگر وہ تمام امور میں بظاہر ڈاکٹر صاحب کے رنگ میں رنگین تھا۔

خاکسار ایڈیٹر اور دوسرے احباب نے جن کی ملاقات ڈاکٹر صاحب سے ہوئی ان کی خدمت میں بہت اصرار کیا کہ جب ڈاکٹر صاحب مختلف مقامات میں مختلف مذاہب کے بزرگوں کو دیکھنے کے واسطے نکلے ہیں تو یہ مقام سب سے زیادہ اس امر کا مستحق ہے کہ سب سے زیادہ ٹھیریں کیونکہ بلحاظ دعوے کے اور اس کے ظاہری نتائج کے اس جگہ ایک ایسا شخص اور ایک ایسا سلسلہ اور ایک ایسا فرقہ موجود ہے کہ بلحاظ عظمت و شان کے اس کا مقابل اسوقت تمام دنیا میں موجود نہیں۔ لیکن چونکہ ڈاکٹر صاحب پہلے سے ٹھان چکے تھے کہ ایک دن سے زیادہ نہ ٹھیرینگے اس لیے وہ اپنے پروگرام کو نہ توڑ سکے اور بسبب اس کے کہ حضرت اقدس کی طبیعت علیل تھی۔ آنحضرت کی ملاقات کے بغیر ہی ڈاکٹر صاحب دوسری صبح کو واپس چلے گئے۔

تاہم اس تھوڑے سے عرصہ میں ڈاکٹر صاحب نے اس پاک سلسلہ کے حالات کے متعلق مختلف احباب سے بہت کچھ سنا اور دیکھا۔ چنانچہ ہم ذیل میں مختصر وہ چند باتیں تحریر کرتے ہیں جو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے درس حدیث میں اور مفتی محمد صادق صاحب کی زبانی ڈاکٹر صاحب نے سنیں۔ ڈاکٹر صاحب ان سب باتوں کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہے اور عموماً سر تسلیم ہلاتے رہے۔ اور ہاں ہاں کرتے رہے لیکن کہیں کہیں اگر ڈاکٹر صاحب نے اثنائے گفتگو میں کوئی کلام یا سوال کیا تو وہ بھی ہم اسجگہ درج کر دینگے۔

ڈاکٹر صاحب کے تھوڑی دیر کے ٹھیرنے کے بعد مفتی صاحب انکو حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کی نشست گاہ میں لے گئے۔ جہاں ڈاکٹر صاحب کی استدعا کے مطابق درس حدیث جو طلباء کا روزانہ سبق تھا شروع ہوا جس میں پہلے حضرت مولانا موصوف نے اس بات پر چند کلمات فرمائے کہ احادیث میں راویوں کے نام ذکر کرنا اور ہر ایک حدیث جو ایک روایت کو نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ اصل متکلم تک پہونچانا یہ پاک طریق صرف اسلامی کتب میں پایا جاتا ہے اور اس کے بالمقابل دوسرے تمام مذاہب کی روایات خواہ انکا راوی اصل متکلم سے کتنے ہی بعد ہوا ہو بغیر کسی سند کے یوں ہی ذکر کر دی جاتی ہیں جس سے انکی صداقت پر بہت کچھ ضعف پڑتا ہے۔ پھر احادیث میں لکھا ہے یہ ذکر پڑھا کہ ہر رکعت میں قرآن شریف کا کچھ حصہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ اسپر حضرت مولانا موصوف نے فرمایا کہ یہ اس واسطے ہوا کہ قرآن شریف اصل زبان اور عبارت میں محفوظ رہے چنانچہ اس وقت سے قرآن شریف کی پوری حفاظت سینہ بسینہ ہوتی ہے قرآن شریف کے اصلی ہونے میں کوئی شبہ ایسا پڑ نہیں سکتا جیسا کہ توریت اور انجیل کی عبارتیں بہت سی شکوک و شبہات کے نیچے دب گئی ہیں بلکہ اکثر محقق عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت سا حصہ جعلی اور ان لوگوں کا بنایا ہوا ہے جن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اصل زبان انجیل کی تو بالکل دنیا سے مفقود ہی ہو گئی ہے۔ اسی سبق میں طلباء نے کسی جگہ پڑھا کہ اس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو سورتیں پڑھیں اور اس مقام پر وہ سورت پڑھی۔ اسپر حضرت مولانا موصوف نے بیان فرمایا کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی آیات اور سورتوں کی ترتیب حسب الحکم رسول کریم زمانہ سے چلی آئی ہے اور یہ بالکل غلط ہے کہ بعد میں کسی نے آیات اور سورتوں کی ترتیب وغیرہ کی ہے۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر

سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت

ضرورۃ امام

امام کی ضرورت ایک ایسی ضرورۃ ہے کہ اس سے کوئی سلیم الفطرۃ تو انکار نہیں کر سکتا۔ ہاں جو انکار کرتا ہے وہ اپنے آپکو کیسا ہی دانشمند تجربہ کار اور نیک سمجھتا ہو لیکن میں اُسکو سب سے بڑھ کر بیوقوف ناواقف اور خطاکار قرار دونگا کیونکہ وہ بدیہی باتوں سے انکار کرتا ہے۔ درخت کی مثال سے میں بتا چکا ہوں کہ کسطرح ٹہنی کو سرسبز و شاداب رہنے اور بارور ہونے کے لیے درخت کے ساتھ حقیقی پیوند ضروری ہے۔

اپنی نظر کو ذرا اور وسیع کرو اور ریل گاڑی کی طرف دیکھو ایک ٹرین جس میں سٹیم انجن نہ لگا ہوا ہو اس میں خواہ کیسی ہی مصفا اور شاندار گاڑیاں لگی ہوئی ہوں لیکن سٹیم انجن کے نہ ہونے کے سبب ان میں کوئی حس و حرکت پیدا نہیں ہوگی اور وہ منزل مقصود تک نہیں پہونچیں گی۔

حیوانات پر غور کرو مرغی کے بچے اگر متفرق کر دیے جاویں تو خواہ انکو کیسی ہی غذا دو لیکن اگر وہ مرغی کے پروں کے نیچے آکر اُسکی حرارت سے حصہ نہیں لیتے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ انکو چیلیں اور دوسرے جانور ہی کھا جائیں گے۔

غرض

یہ تو سچ ہے کہ مادہ نشو و نما پاتا ہے لیکن تعلق کے ساتھ۔ اسی طرح جب دنیا دار قومیں جب کوئی انجمن یا سوسائٹی بناتی ہیں اور ملکر کوئی کام کرتے ہیں اُسوقت باوجود کثرت رائے پر فیصلہ ہوتا ہے لیکن اسپر بھی انکو اپنا ایک میر مجلس یا پریزیڈنٹ منتخب کرنا پڑتا ہے اور اس کا فیصلہ قطعی اور آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ جمہوری سلطنتوں کو بھی پریسیڈنٹ کی احتیاج ضروری ہوتی ہے باوجودیکہ وہ بڑے آزاد اور آزادی پسند ہوتے ہیں پھر جب عام نظارہ قدرت اور موجودات میں وحدۃ ارادی کے پیدا کرنے کی ضرورۃ ایک عام ضرورۃ سمجھی جاتی ہے اور انسان کی مادی ترقیات کی تہ میں بھی وحدۃ ارادی کی روح کام کر رہی ہے پھر کیسا نادان اور بیوقوف ہے وہ انسان جو علمی و روحانی امور میں اسکی ضرورۃ نہیں سمجھتا۔

نظارہ وحدت کا سرور

میں نے اس مسئلہ پر گھنٹوں اور منٹوں سے نے کر دنوں اور ہفتوں بلکہ مہینوں اور سالوں تک غور کی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ جس قدر میں اس مضمون پر سوچتا گیا ہوں خاص ذوق اور سرور کے ساتھ ہی کی باریک باتیں مجھپر کھلتی گئی ہیں یہانتک کہ اس وحدۃ کے نظارہ میں میں اوپر چڑھتا گیا اور میں نے دیکھا کہ خدا لاشریک خدا کے لیے وحدۃ کا نظارہ ضروری ہے خدا جو اسماء حسنیٰ کا مرکز ہے اگر اسکی صفات پراگندہ ہوتیں تو خدائی ہی نہ چلتی۔ اسیطرح روحانی جسم صفات کاملہ چاہتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کا جو مجموعی طور پر میں اتحاد ہو۔

کشش

یہی وجہ ہے کہ کشش اتصال کا وجود اس نے رکھا ہے جو ذرات متفرقہ کو باہم ملاتی ہے۔ انفرادی حالت میں فیوض و برکات کا نزول نہیں ہوتا بلکہ اسمیں بھی توسط کی حاجۃ ہوتی ہے۔ یہ کشش قابل جوہروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور انکو ان منافع اور برکات کا وارث ٹھیراتی ہے جو **اتحاد** سے پیدا ہوتی ہیں۔ جسطرح امور مادی میں میں نے ضرورۃ دکھائی ہے اسیطرح امور روحانی معاملات میں بھی ایک صاحب کشش امام کی ضرورۃ ہوتی ہے۔ وہ اپنی کشش سے پاک فطرۃ اور سعیدروں کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر اس تعلق سے جو ان میں پیدا ہوتا ہے اس قوت اور طاقت کو نشو و نما ہوتا ہے

فیضان الٰہی کا نزول

جو **فیض الٰہی** کے جذب کرنیکا ذریعہ ٹھیرتی ہے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور یہ وہ سلسلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ان الفاظ میں فرمایا ہے

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ

قالوا ربنا اللہ کی کیفیت

قالوا ربنا اللہ کی حالت اور کیفیت مجرد زبان سے کہدینے سے پیدا نہیں ہو سکتی بلکہ یہ ایک کیفیت ہے کہ اسکا ظہور اور بروز نہیں ہوتا جبتک خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ کی صحبت میں رہنے کا موقع حاصل نہ ہو اور اسکے ساتھ ہی سچا پیوند اور رشتہ قائم نہ ہو۔ یہ مسئلہ چونکہ ایک باریک مسئلہ ہے اسلیے میں نے پہلے عام نظارہ قدرت کی مثالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحدۃ ارادی فیوض کا وارث بناتی ہے لیکن یہ بیان کرنا کہ وہ برکات اور فیوض جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور صادقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے ملتے ہیں وہ کسطرح نازل ہوتے ہیں یا ایک کیفیت ہے جسکو بیان کرنا مشکل ہے۔ اسی لیے میں نے بتایا ہے کہ جسطرح مرغی اپنے انڈوں کو پروں کے نیچے لیکر بیٹھتی ہے اور انکو گرمی پہنچاتی ہے اور اس گرمی سے اس مادہ میں جو انڈوں کے اندر نشو و نما پانیکی قابلیت رکھتا ہے ایک خاص قسم کی حرارت جو زندگی کی روح رکھتی ہے پیدا ہونے لگتی ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ وہ روح کدھر سے آئی اور کسوقت۔ اسیطرح جب انسان ایک مامور کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرتا ہے تو اندر ہی اندر اسکی پاک تاثیر و عقد ہمت و دعائیں اس تعلق پیدا کرنے والے انسان میں ایک نیا نفخ روح کرتی جاتی ہیں۔ اور اس میں نئی زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ اسکی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایک **نیا ایمان** پیدا ہونے لگتا ہے جو اس ایمان پر اپنا جان و مال تک نثار کر دینے کی قوت بخشتا ہے۔ وہ ایمان اسکو استقامۃ کی قوت دیتا ہے اور وہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے اور اسطرح خدا تعالیٰ کے برکات اور فیوض کا چشمہ اسکی طرف جاری ہوتا ہے اور ملائکہ کا نزول اُسپر ہونے لگ جاتا ہے۔

غرض

میں اس کیفیت کی گواہی بتجربہ دے سکتا ہوں جو انسان کو خدا تعالیٰ کے ماموروں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے اور سچا تعلق پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرۃ **امام** علیہ الصلوۃ و السلام نے اس کیفیت کا ایک مرتبہ اسطرح پر اظہار کیا تھا کہ جیسے پانی کی ایک بڑی نالی ہوتی ہے **مامور من اللہ** اس نالی کی مانند ہوتا ہے اور سچے ارادتمندوں کا اُس نالی کے ساتھ اسطرح پر تعلق ہوتا ہے جیسے چھوٹی چھوٹی نالیاں ایک بڑے لوہے کے نل کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہیں اور جب پانی کے چشمہ سے اس بڑے نل میں پانی آتا ہے تو ان چھوٹی نالیوں میں بھی انکے ظرف کے موافق اور استعداد کے مطابق وہ پانی گرتا جاتا ہے۔ پس چونکہ **امام** خدا تعالیٰ کے فیوض و برکات کو براہ راست حاصل کرتا ہے اسلیے اس سے سچا تعلق رکھنے والے ان برکات کو اس میں ہوکر حاصل کرتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں دور چلا گیا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسماء حسنیٰ کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وہ تقاضا کرتی ہے کہ اجزاء متفرقہ کو مجتمع کرے اسلیے اجتماع لازمی ہے۔

ساری گاڑیاں اگرچہ اپنے پہیوں سے چلتی ہیں مگر سٹیم انجن کے بدون وہ پہیے بیکار محض اور نکمے ہیں اسی طرح ہمارے اندر بھی جو قرب کی فطری قوتیں اور طاقتیں ہیں وہ سب کی سب بیکار اور نکمی ہیں اگر کسی سٹیم انجن کے ساتھ ہمارا تعلق نہ ہو کوئی شاخ ثمر دار نہیں ہو سکتی جبتک اس درخت کے ساتھ اُسکا تعلق نہ ہو کوئی بچہ نشو و نما نہیں پا سکتا جبتک ماں کی گود میں نہ ہو۔ اسی اصل اور بنا پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔

یعنی ایمان لاؤ اور تقوےٰ اختیار کرو۔ اور تقویٰ اختیار کرنے کی راہ یہ ہے کہ صادقوں کی صحبت میں رہو۔ مجھے اپنے طالب علمی کے زمانہ کا ایک واقعہ یاد ہے جب میں ہندوستان میں تعلیم پاتا تھا تو میرے ایک مہربان تھے جو بڑے ہی پرہیزگار اور صالح آدمی تھے اُن کا نام شاہ عبدالرزاق تھا رامپور رہ رہے تھے لکھنؤ میں رہتے تھے اور سید احمد بریلوی کے معتقد تھے میں عموماً انکی ملاقات کے واسطے جایا کرتا تھا اور ان کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ ایکمرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کئی دن تک مجھے انکی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا۔ اس غیر حاضری کے بعد جب میں انکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم اتنے دنوں تک کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کی کہ یونہی آنا نہیں ہو سکا۔ اسپر مجھے فرمایا کہ کیا تم کبھی قصاب کی دکان پر بھی نہیں گئے ہو یہ دو تین مرتبہ اس فقرہ کو دہرایا مگر میری سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ اس سے آپکا کیا مطلب ہے اور میری غیر حاضری اور حاضری کو اس سے کیا تعلق ہے پھر آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ سمجھایا کہ دیکھو قصاب تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اپنی دونوں چھریوں کو کسطرح باہم رگڑ لیتا ہے حالانکہ بظاہر انکی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس سے عارف کو سبق لینا چاہیے کہ دنیا کے دھندوں اور تعلقات میں انسان کے قلب پر ایک قسم کا زنگ چڑھ جاتا ہے اور معرفت کی تیزی جلد کند ہونے لگتی ہے جس کے واسطے ضروری ہے کہ انسان وقتاً فوقتاً صادقوں کی صحبت میں رہ کر اس زنگ کو دور کرتا رہے اور اُن کی نیک صحبت سے اس تیزی اور جلا کو قائم رکھے۔

قرآن کریم نے اسی کیطرف اشارہ کر کے فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

میں سچ کہتا ہوں اور اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں بیشمار کتابوں کے پڑھنے نے مجھے اتنا فائدہ نہیں دیا جس قدر خدا تعالیٰ کے صادق بندوں کی صحبت نے مجھے فائدہ پہنچایا ہے

اور اب میں سالہا سال سے تجربہ کرتا ہوں کہ قادیان میں بیٹھکر جس قدر فائدہ میں نے اُٹھایا ہے اپنی ساری عمر میں نہیں اُٹھایا جو قادیان سے باہر بسر کی ہے

اور چونکہ انسان کی فطرۃ میں یہ امر اللہ تعالیٰ نے رکھا ہوا ہے کہ وہ نفع رساں اشیاء کو لینا چاہتا ہے اور مضر اور نقصان رساں سے بھاگتا ہے اسی لیے

میں قادیان سے باہر ایک دم گذارنا بھی موت کی برابر سمجھتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ میں قادیان سے باہر ہزاروں روپیہ پیش کرنے کی صورۃ میں بھی جانا نہیں چاہتا۔ ہاں اگر کبھی نکلتا ہوں تو محض اس لیے کہ اس

میں کہتا ہوں کہ مشکوٰۃ شریف میں اس مہدی کی نسبت ایک تو یہ حدیث ہے **عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ رواہ ابوداؤد**

یعنی روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلے گا ایک شخص یعنی مہدی پیچھے نہر کے یعنی اُن شہروں میں سے کہ پیچھے نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاوے گا اُسکو حارث حراث یعنی کھیتی کرنے والا اُس کے لشکر کے آگے ہوگا پر ایک شخص ہوگا کہ کہا جاوے گا اُسکو منصور یعنی نصرت کیا گیا جگہ دے گا یا ٹھکانا دیگا وہ واسطے آل محمد کے جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اُس کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اُس کا نقل کی یہ ابو داؤد نے۔

واضح ہو کہ یہ عبارت ہمنے از مالخصم لکھی ہے ۔ اس حدیث کا مضمون حضرت اقدس پر ہی صادق ہے کیونکہ آپ کی بستی **قادیان** ایک نہر عظیم کے اور پیچھے ہے اور آپ اور آپ کے آبا باعتبار ایک زمیندار ہونے کے کہ اسامیوں سے کاشت کرتے تھے حارث کے مصداق بھی ہیں اور آپ کی جماعت کے مقدمہ میں جو خاص علماء ہیں وہ منجانب اللہ منصور بھی ہیں اور آج کل یعنی جو مہدی اور احمدی مسلمان ہیں وہ بھی آپ امداد بھی فرما رہے ہیں پھر دو صورت یہ پیشین گوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی واقع ہو گئی اب اس کا انتظار بیہودہ ہے

دوسری حدیث اسی پیشین گوئی کے متعلق یہ ہے **وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فأتوها فان فیها خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ**

یعنی روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت دیکھو تم نشان سیاہ کو کہ آئے جانب خراسان سے پس حاضر ہو اُن میں اسلیے کہ اُس میں خلیفہ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں۔

اگر کوئی کہے کہ اس حدیث کو تمہارے نزدیک جبکہ یہی حدیث سے تعلق ہے تو پھر حضرت اقدس سے اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے تو ہم کہیں گے کہ مراد سیاہ نیزوں سے قلم ہیں کیونکہ سب کام قلم کی سیاہی سے ہی ہو رہا ہے

شعر

صف دشمن کو کیا ہمنے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہمنے

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خراسان ملک فارس میں داخل ہے اور حضرت اقدس فارسی النسل بھی ہیں غرضکہ ہمارے نزدیک تو یہ پیشین گوئی سند حیہ ہر دو حدیث مذکورہ واقع ہو چکی لیکن مخالف اس اعتراض کا جواب کیا دے سکتے ہیں کہ اُنکو مہدی خیالی کا ظہور تو حرمین شریفین سے ہوگا اور ان حدیثوں میں اسکا ظہور و خروج وراء النہر سے جو بخارا اور سمرقند یا خراسان سے ثابت ہوتا ہے پس اُن کے نزدیک تعارض کیونکر رفع ہو سکتا ہے بینوا توجروا۔

پھر اب یہ بھی فرمائیے کہ یہ مہدی بموجب کتاب تلخیص التواریخ کے قریشی ہوا یا غیر قریشی۔ اور پھر اُسی کتاب تلخیص التواریخ مطبوعہ فردی سنہ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **دوسرے مہدی** ابو القاسم محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں جیسے بعض روایت میں ہے کہ قرن شمس راس تیسری صدی میں مغرب سے نکلے گا اور بعض روایت میں ہے کہ تین صدی بعد مہدی ہوگا وہ مہدی حسینی ہیں جن کی نسبت اولاد امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے ہونا حدیث میں وارد ہے کہ بڑی شوکت والے باتدبیر ہونگے انتہی موضع الحاجۃ۔

میں کہتا ہوں کہ روایات مہدی میں جو فساد و تعارض کا لازم آتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ متعدد اور مختلف حدیثوں کا مصداق لوگوں نے ایک واحد شخص کو قرار دے رکھا ہے اگر سوائے مہدی آخر الزمان کے جو خاتم الخلفاء ہے اور لا المہدی الا عیسیٰ بن مریم کا مصداق ہے وسط اُمت میں مہدی متعدد مانے جاویں جیسا کہ حدیث **علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین** وغیرہ کا منطوق ہے تو پھر فساد و تعارض کا رفع ہو جاوے گا بخوبی۔

پھر اُسی کتاب تلخیص التواریخ سنہ ۱۸۸۶ء میں لکھا ہے اور **تیسرے مہدی** جناب غوث صمدانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ مہدی ہیں اور ان کی نسبت وارد ہے کہ کیسے ہلاک ہووے وہ اُمت جسکے اول میں ہوں اور اوسط میں مہدی اور آخر میں مسیح انتہی موضع الحاجۃ۔

چونکہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ از روئے نسب کے حسنی ہیں لہٰذا تعارض حسنی اور حسینی ہونے کا بھی ابتو رفع ہو گیا اور میرا عقیدہ بھی یہی ہے کہ آپ مہدی وسط ہیں مگر وہ مخالفین جو مہدی اور عیسیٰ بن مریم کا زمانہ متحد قرار دیتے ہیں حتیٰ کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھیں گے وہ اس حدیث کا کیا جواب دیویں گے حالانکہ یہ حدیث مشکوٰۃ میں موجود ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اُنھوں نے مہدی ہونیکا دعوے نہیں کیا تو میں سائل سے دریافت کرتا ہوں کہ جبکہ اُن کا یہ دعوےٰ بالتواتر ثابت ہے کہ **قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** دیکھو بہجۃ الاسرار وغیرہ تو پھر مہدی کے سر پر کیا سینگ بھی ہونگے جو سائل ایسا اعتراض کرتا ہے اس دعوے **قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** سے بڑھ کر اور کونسا دعوےٰ ہو سکتا ہے کیا جو مومن مصداق **قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ** کا ہووے وہ مہدی اور ہدایت یافتہ منجانب اللہ نہوگا

یہ عبارات تلخیص التواریخ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ء کو بیان کر دیے اس واسطے بھی لکھی ہیں کہ مؤلف اس کتاب کے مولوی محمد حسن صاحب ابتک امروہہ میں موجود ہیں اور وہ اس سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ چونکہ مجکو اُنکے ساتھ انواع انواع کے تعلقات ہیں لہٰذا اتماماً للحجۃ علیہ و علی غیرہ من موافقیہ یہ عبارات لکھی گئی ہیں۔

اور اس بیان سے اور احادیث مشکوٰۃ شریف کی بھی حل ہو گئیں جیسا کہ حدیث ذیل ہے **عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من عترتی من اولاد فاطمۃ رواہ ابوداؤد**

یعنی روایت ہے ام سلمہ سے کہ کہا اُس نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی عترۃ میری سے ہے اولاد فاطمہ سے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور جیسا کہ یہ حدیث ہے **عن ابی اسحاق قال قال علی ونظر الی ابنہ الحسن وقال ان ابنی ہذا سید کما سماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیخرج من صلبہ رجل یسمی باسم نبیکم یشبہہ فی الخلق ولا یشبہہ فی الخلق** رواہ ابوداؤد۔

یعنی روایت ہے ابی اسحاق سے کہ کہا اُس نے کہا علی نے اس حال میں کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہے جیسا کہ نام رکھا اُس کا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قریب ہے کہ پیدا ہوگا اُس کی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاوے گا ساتھ نام نبی تمہارے کے یعنی **محی الدین** زندہ کرنے والا دین کا جس کی تفسیر یہ فرمائی کہ مشابہ ہوگا آنحضرت کے خلق اور عادات میں اور نہیں مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری میں چونکہ ان حدیثوں میں ایک مہدی کا حسنی ہونا ثابت ہوتا ہے پس چونکہ سید عبد القادر جیلانی حسنی النسب ہیں لہٰذا وہ ان حدیثوں کے مورد و مصداق ہو کر پس یہ تعارض بھی نہ رہا۔

اب ہم یہاں پر کتاب تلخیص التواریخ سے ایک ایسی عبارت مستند نقل کرتے ہیں جس سے حضرت مولوی محمد حسن صاحب مفسر پر پورے طور سے اتمام حجت ہو جاوے۔ مولوی صاحب آخری مہدی کی نسبت جسکو اُنھوں نے **چوتھا مہدی آخر الزمان** قرار دیا ہے صفحہ میں لکھتے ہیں وہو ہذا

جس سنہ میں ایک شب میں روشنی عام ہوئی تھی یعنی سنہ ۱۲۸۵ھ ماہ ذی الحجہ میں وہ (یعنی مہدی) شکم مادر میں تشریف لائے کیونکہ ع عیسیٰ مسیح کے عدد بسط تر فع حم عسق میں تیرہ سو شمسی کو پہونچتے ہیں اور نزول سورہ دو سال قبل ہجرہ کے ہے کہ ع عیسیٰ مسیح کے عدد مکرر تشریف آور کہے ہیں اگرچہ صدی کا کہیں کسی مہدی کی نسبت اشارہ نکلے تو بے شبہ سنہ نبوۃ سے تیرہ سو سال بعد روشنی کا ظہور ثابت انتہی بلفظہ۔ اور اسی صفحہ میں لفظ روشنی پر حاشیہ یہ لکھا ہے اور روشنی عام کا کچھ شمار نہیں جو جانب شمال میں کبھی کبھی ہو جاتی ہے پر روشنی عامہ دو مرتبہ ثابت ہے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بحق قاضی عیاض و بخاری وغیرہ سے مسموع اور جیسے زبور میں نشان لکھا تھا ویسی روشنی سال مذکور میں مشاہد ہوئی۔ منہ انتہی بلفظہ

اب بخدمت مولوی صاحب اور نیز جو صاحب اُن کے ہم مسلک ہوں اُنکی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ یہ حساب آپ کا بحق حضرۃ اقدس ہی ٹھیک بیٹھتا ہے کہ ۱۲۸۵ مگر آپ پر یہ حجت ہے کہ بجائے شکم مادر میں قرار پانے کے وقت بعثت مہدی کو اختیار کریں نہ وقت شکم میں آنے کو کیونکہ **اول** تو اس کی کوئی دلیل آپکے پاس نہیں **ثانیاً** نزول الہام کا وقت بعثت سے ہے معتد بہ ہوتا ہے۔

باقی آئندہ

جس میں بموجب مسلمات مولوی صاحب کے تیرھویں صدی کے بعد مسیح موعود کی بعثت ضروری ثابت کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعود اور پایونیر

(توجہ طلب گورنمنٹ)

نمبر اول

الہ آباد کے روزانہ اخبار **پایونیر** میں حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق پادری گریسفولڈ صاحب لاہوری کے رسالہ "مرزا غلام احمد مہدی مسیح قادیانی" کی بنا پر ایک آرٹیکل چھاپا گیا ہے جسکو بعض اردو اخبارات نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے شائع کیا ہے۔ چونکہ اس مضمون میں جو لاہوری پادری کے رسالہ کو ماخذ قرار دیکر لکھا گیا ہے بعض امور اس قسم کے ہیں جن سے نہ صرف گورنمنٹ ہی کو مغالطہ ہوتا ہے بلکہ عام پبلک بھی گمراہ ہو سکتی ہے۔ اسلیے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ پایونیر کے اس مضمون پر ایک مبسوط بحث اتمام حجت کے لیے کریں اور گورنمنٹ اور پبلک کو دکھائیں کہ وہ لوگ جو ملک کی بہتری اور قوم کی بھلائی کے مدعی اور گورنمنٹ اور رعایا کے سفیر کہلاتے ہیں بعض اوقات اپنی کم واقفی کی وجہ سے نہ صرف خود ٹھوکر کھا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

ہمیں پایونیر کے لائق اور تجربہ کار ایڈیٹر پر افسوس ہے کہ اس نے بلا غور کافی ڈاکٹر گریسفولڈ کے رسالہ کو بالکل صحیح قرار دیکر جو چاہا لکھدیا یا یہی کہ پایونیر نے اپنے ریمارک کے بدون لکھنے کی اجازت دی۔ **پایونیر** کا ایک معزز اخبار نویس ہونے کی حیثیت سے فرض ہے کہ جو غلط فہمیاں ان غلط بیانیوں سے ہوئی ہیں جو اس کے مندرجہ آرٹیکل میں ہیں اور جنکو ہم واضح کرتے ہیں انکو ہمارے اس آرٹیکل کے اندراج سے دور کرے اور اپنے فرض منصبی سے عہدہ برا ہو۔

پایونیر اپنے اڈیٹوریل ریمارک میں ایک حیرت انگیز بات لکھتا ہے جسکو پڑھ کر کل مذہبی دنیا کو اور ایک عیسائی کی حیثیت سے خود پایونیر کو بھی چونک پڑنا چاہیے اور وہ یہ ہے

"گورنمنٹ کی جانب سے خیال کیا جاوے تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر فرانس کی رعایا کی طرح یہاں کے لوگ بھی لاپروا یا بے غرض ہوتے یہاں تو ذرا سی مذہبی بات بھی ایسی ہو جاتی ہے جیسے بھس میں چنگاری۔"

اس فقرہ کے بجز اس کے کیا معنے ہیں کہ **لا مذہبی اور الحاد** جناب ایڈیٹر صاحب پایونیر کی رائے میں ہندوستان کے حسب حال ہے اور کوئی مذہبی تحریک یا پابندی مذہب کا خیال **امن** کے خرمن کو تباہ کرنے والی آگ ہے۔ اور فرانس کی سی لا مذہبی ہندوستان کی رعایا میں بھی پیدا ہو

دانشمند ایڈیٹر یا اس کے نامہ نگار کی اس رائے پر حیرت ہی نہیں بلکہ افسوس بھی آتا ہے۔ اگرچہ وہ انگریز ہیں اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایسی رائے گورنمنٹ کے مقاصد اور اغراض کے کہانتک خلاف ہے لیکن اگر یہی رائے کسی ہندوستانی کے قلم سے نکل جاتی تو ہمارے موقعہ رس پایونیر بہادر اسپر آج کسقدر طویل آرٹیکل لکھتے۔ کہ فرانس کی جمہوری سلطنت کی طرف ترغیب دلائی جاتی ہے اور لوگوں کو الحاد اور بیدینی کا شوق دلا کر انکو جرائم کے خطرناک نتائج سے بے خبر کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اڈیٹر صاحب کے قلم سے یہ فقرے کسطرح تراوش کر گئے ہیں کیا الحاد اور بیدینی بھی سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ انسان کے اندر پیدا کر سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ تمام اخلاق فاضلہ کی جان سچے **مذہب کی پابندی** ہو سکتی ہے اور اخلاق فاضلہ ایک ایسی چیز ہیں کہ اگر قوم میں یہ عام ہو جائیں تو گورنمنٹ کو جرائم کی تعداد کے بڑھنے کا کبھی افسوس نہ کرنا پڑے اور اس قدر محکمہ جات پولیس و فوج کے بڑھانے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ملک میں سچا امن **حقیقی ہمدردی** بنی نوع انسان کے ساتھ پیدا ہو جاوے۔ جرائم کے وقوع اور ان کے انسداد کے فلسفہ پر اگر بحث کی جاوے تو یہ امر بڑی صفائی کے ساتھ حل ہو سکتا ہے اور دنیا کے تمام مدبرین اور دانشمندوں کو اسپر اتفاق کرنا پڑے گا کہ

سچی خوشحالی کی اصل جڑ سچے مذہب کی پابندی ہے۔ اور سچے مذہب کو چھوڑ کر انسان جو کچھ بھی چاہے کر گذرتا ہے۔ اگر ملکی اور قومی قوانین ہی وہ زبردست قوت ہوتی جو سچے مذہب میں ہے تو بے شک الحاد اور بیدینی خطرناک چیزیں نہ ہو سکتیں لیکن قوانین جاریہ کے ہوتے بھی ملک میں انکی خلاف ورزی اور جرائم کا ہونا اس امر کی قوی دلیل ہے کہ وہ تنہا کوئی اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ ان قوانین کی اطاعت بھی اگر کسی دل میں حقیقی طور پر قائم ہو سکتی ہے تو وہ بھی

مذہبی پابندی ہے

پس پایونیر کا فرانس کی رعایا کیطرح ہندوستانی رعایا کے ہو جانے کی خواہش کرنا **خطرناک غلطی ہے**۔ اگر رعایا مذہب سے ویسی ہی آزاد اور لاپروا ہو جاوے اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو پھر حضرت پایونیر کو یہ بھی اُمید کرنی پڑیگی کہ انڈیا کی گورنمنٹ بھی فرانس کیطرح **جمہوری** ہوگی۔ اور جو حال فرانس کی ملکی اور اخلاقی حالت کا اسوقت ہو رہا ہے اس کا نمونہ ہندوستان میں بھی دکھائی دے گا۔

غرض

یہ نیا فلسفہ ہے جسکی ایجاد کا فخر ایڈیٹر پایونیر کو ہونا چاہیے کہ مذہب سے لاپروائی بھی کوئی عمدہ چیز ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ پایونیر اسپر مزید غور کریگا تو اسے اپنی غلطی اور ضعف رائے کے اعتراف میں کوئی شرم نہ ہوگی۔ اور اسے اس امر پر زور دینا پڑیگا کہ واقعی بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہاں کی رعایا فرانس کی رعایا کی طرح مذہب سے لاپروا نہیں ہے اور **حقیقی مذہب** ہی ہے جو ملک میں امن قائم کر سکتا ہے اور جس سے گورنمنٹ کی بنیادیں مستحکم ہو سکتی ہیں۔ اور جب یہ امر ذہن نشین ہو جاوے تو پایونیر کے اس سوال کا جواب کہ

"کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہندوستان میں ایک اور نبی کی ضرورت تھی؟"

اثبات میں دینا پڑے گا کہ واقعی اگر ہندوستان اس امر کی ضرورت ہے کہ ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے؟ اور گورنمنٹ کے ساتھ **وفاداری** اور **اخلاص** کے تعلقات مضبوط ہوں؟ **تو اس کے لیے ایک نبی ہی کی ضرورت تھی جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی توضیح بالتفصیل کرے اور پھر ان حقوق کی نگہداشت اور حفاظت کا طریق بتائے۔ اور اپنے پاک نمونہ سے اسپر چلنے کی تحریک کرے۔**

پایونیر اس بارے میں ہمارے ساتھ ضرور متفق ہوگا کہ ملک میں امن کو قائم رکھنے کی ضرورت ہے وہ تسلیم کرے گا کہ رعایا کے وفادارانہ خیالات میں ترقی ہو۔ اور ہم اسکی ایک ہی راہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی مذہب کی پوری پابندی ہو اور اسکی ایک ہی راہ ہے کہ **خدا تعالےٰ کسی شخص کو مامور کرے جو اپنے پاک نمونہ سے ہدایت کرے۔**

یہی وجہ ہے

کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کو **مبعوث** کیا ہے کہ وہ دنیا کو **رشد** اور **سعادت** کی راہیں بتلائے اور طرز عمل سے سکھلائے کہ گورنمنٹ کے ساتھ کیسے **مخلصانہ** تعلقات رکھنے چاہییں۔ اور کسطرح پر نیکیوں پر عمل کرکے گورنمنٹ کے قوانین کی عزت اور اسکو ان مخمصوں سے نجات دیجاوے جو کثرت جرائم کی وجہ سے اسے ہوتے ہیں۔ یہ **ہمارا دعوےٰ ہے اور اسکا ثبوت واقعات ہیں**

مسیح موعود کی تعلیم کو دیکھو اور اسے پڑھو جاؤ تمہیں معلوم ہو جاوے گا کہ وہ دنیا کو کیا سکھانا چاہتا ہے اگر کل دنیا اس تعلیم کو جو وہ پیش کرتا ہے مان لے اور اسپر عمل کرے تو ہم دعوےٰ سے کہتے ہیں کہ دنیا میں **ایک بہشت کا نظارہ** ہو کیونکہ پھر نہ کوئی جھگڑا ہو نہ فساد ہو۔ اتلاف حقوق نہ ہو خون ناحق نہ ہو۔ غرضکہ کوئی بھی جرم واقع نہ ہو۔ گورنمنٹ کے مددو دوست اور اسکے بہی خواہ ہمیشہ اسپر نقد دیتے رہتے ہیں اور سررشتہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے یہی سوچتے رہتے ہیں کہ طالب علموں کی اخلاقی حالت کے درست کرنے کے لیے اخلاقی کتابوں کے کورس تیار ہونے چاہییں کوئی کہتا ہے کہ مذہبی کتابوں کے انتخاب ہوں غرض اس ضرورت کو محسوس کیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی **ہماری سنے** تو ہم بڑے زور کے ساتھ یہ کہنے کو تیار ہیں کہ اگر **مسیح موعود** علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک تعلیم کو تعلیمی کورسوں میں داخل کر دیا جائے تو وہ **اصلاح نفس اور تہذیب اخلاق** کے بے نظیر کام دیسکتی ہے مگر افسوس کہ یہ تعصب بُرے فائدہ اٹھانے سے محروم رکھتا ہے۔

فی الجملہ

پایونیر کی یہ غلطی ہے جو وہ ہندوستان کی رعایا کو لاپروا بنانا چاہتا ہے اور ہندوستان کی **اخلاقی حالت** کے گر جانے کا اسے پتہ ہوتا اور دنیا کی تاریخ پر نظر کر لینے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچتا کہ یہ بیدینی اور الحاد ہی ساری دنیا کی بداخلاقیوں کی جڑ ہے اور اسکی اصلاح کے لیے خدا تعالے کا قانون جاری ہے کہ وہ ایک مامور دنیا میں بھیجا کرتا ہے تو اسے ہرگز تعجبات میں داخل نہ کرتا۔

ہماری حیرانی اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ پایونیر کا لائق ایڈیٹر آج سے اُنیس سو تین برس پہلے

دنیا میں ایک خدا کے آنے کی ضرورت کو تسلیم کرتا ہے جو نہ صرف خدا ہی ہے بلکہ خدا کا بیٹا بھی اور بیٹا ابن آدم بھی!!!

اگر اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک **معجون مرکب** خدا و انسان کی ضرورت تھی جبکہ یہود کی عالم و فاضل انکے احبار اور فقیہ موجود تھے اور خدا کی شریعت توریت موجود تھی تو آج صرف ایک انسان کی جو خدا تعالےٰ کا برگزیدہ ہے ہو کیوں ضرورت نہیں بجائیکہ وہ معجون مرکب صرف دنیا میں مصلوب ہونے ہی کے لیے آیا تھا اور اسکی زندگی کا مشن اتنا ہی تھا کہ **صلیب کی لعنت** کو اُٹھائے اور اس سے ہی وہ دنیا کو نجات دینے کا مدعی تھا جس کا کوئی تعلق **نجات** کے ساتھ نہیں ہو سکتا اور دنیا میں اس نجات کا کوئی اثر نظر آتا ہے کیونکہ **یورپ** کی اخلاقی حالت اسکی مظہر ہے۔ **ہاں** جو یہی تعلیم دنیا کو دیتا تھا جس سے مذہب سے لاپروائی پھیل جاوے اور گناہ کثرت سے ہو اور جسپر وہ خود بھی عمل نہ کر سکتا تھا اور نہ کسی زمانہ میں اُسپر عمل ہو سکتا ہے یہانتک کہ ہماری گورنمنٹ کو بھی باوجود مذہبی حیثیت سے عیسائی ہونے کے اسپر عمل کی ضرورت نہیں رہتی

قر